﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 25 | جمعۃ المبارک 19 اکتوبر 2018ء | 09 صفر 1440 ہجری قمری ❁ 19 اخاء 1397 ہجری شمسی | شمارہ 42

رحمت الٰہی کے مستحق

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے پہلے جگہ پانے والے کون ہوں گے۔ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں حق دیا جائے تو قبول کرتے ہیں، جب ان سے مانگا جائے تو خرچ کرتے ہیں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں تو ایسے فیصلے کرتے ہیں جیسے اپنے لئے کر رہے ہوں۔

(مسند احمد۔ حدیث نمبر 23262)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جان لے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں فتنے متعفن مردار میں کیڑوں کے جنم لینے کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اس (زمانہ) میں خواہشات خشک لکڑیوں میں آگ کے بھڑکنے کی طرح، بھڑک رہی ہیں۔ مَیں اس زمانے کے بگولوں اور اس وقت کی تُند و تیز ہواؤں کی وجہ سے اسلام کو خطرات میں (گھرا ہوا) دیکھتا ہوں۔

اے ایمان اور عقل و فکر عطا کرنے والے! ہم حمد و شکر کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ تیری دہلیز پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور تمجید، تقدیس اور ذکر کے تحائف لے کر تیری بارگاہ کے قریب آتے ہیں۔ اور انتہائی خواہش کے ساتھ تیری رضا کے طالب ہیں۔ خوشی اور اضطراب میں تیری طرف دوڑتے ہیں اور لپکتے ہوئے آتے ہیں اور کسی تھکاوٹ کے شاکی نہیں۔ ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور کسی بحث میں نہیں پڑتے۔ اور ان لوگوں کی خاطر جو سراب پر جے بیٹھے ہیں اور آب رواں اور صحیح راہوں سے غافل ہیں، نیز ان متکبروں کے لئے جو (معرفت) کے مِیناؤ جام کو ٹھکرا کر تھوک نگل رہے ہیں اور راستبازوں سے دشمنی کرتے ہیں، ہم تمام اسباب منقطع کرتے ہوئے اور ان کے غم اپنے پیٹوں میں پالتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اوہام کے لئے حقائق چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے واہمے محض ایسے بادل کی طرح ہیں جس میں پانی نہیں ہوتا۔ وہ صاحبانِ معرفت کے پاس کاہلوں کی طرح آتے ہیں اور حق کو محض کھلنڈروں جیسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے اوہام نے ان پر ایسا وار کیا ہے جیسے کسی تاریک و تار رات میں کوئی بلائے ناگہانی وارد ہو جائے۔ جس کے نتیجے میں (ان کی) عقل ایسی ہو گئی ہے جیسے کسی حیوان کا زخمی گھسا ہوا پاؤں۔ بنا بریں وہ اپنے منہ کے بل گرے ہوئے ہیں۔ ان کے تعصب نے انہیں انکار پر مجبور کیا۔ اور انہوں نے نصیحت کرنے والوں پر غم و غصے کا اظہار کیا راہ فرار اختیار کرنے والے کی طرح پیٹھ پھیری۔ وہ بُغض اور کینہ سے بھر گئے اور انہوں نے عہد و پیمان توڑ دیئے۔ اور اپنے خیر خواہوں کو گالیاں دینے لگے۔ ان میں کند ذہنی کے مادہ کے سوا جس میں چغل خوری کی آمیزش ہے اور کچھ بھی نہیں۔ تو انہوں نے عداوت کے باعث فتنوں کی چکی چلائی اور بدبختی کی آندھی نے ان کی خاک اڑا دی۔ جس کی وجہ سے وہ حق اور (اس کی) حلاوت سے دور ہو گئے اور سرگردانی کے عالم میں سچائی کے وطنوں سے بے وطن ہو گئے۔ ان کی فطرتوں کے بدل جانے سے فتنوں کی بھرمار ہو گئی اور ان کی فریب کاری کی وجہ سے لوگ دھوکا کھا گئے۔

اے پروردگار! اُمتِ محمدیہ پر رحم فرما اور ان کی حالت درست کر دے، ان کے دل پاک کر دے، ان کے اضطراب کو دور فرما۔ اور اپنے نبی اور حبیب خاتم النبیّٖن اور خیر المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج اور ان پر برکتیں نازل فرما۔ نیز آپ کی پاک اور مطہر آل اور آپ کے اصحابؓ پر جو ملت اور دین کے ستون ہیں اور اسی طرح اپنے سب نیک بندوں پر درود و سلام اور برکتیں نازل فرما۔ آمین

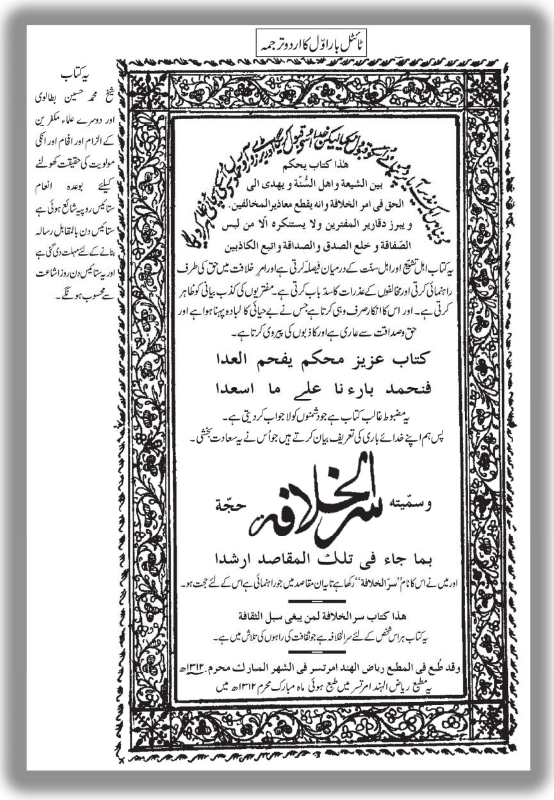

ٹائٹل بار اوّل کا اردو ترجمہ

یہ کتاب شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور افحام اور انکی مولویت کی حقیقت کھولنے کیلئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے ستائیس دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے اور یہ ستائیس دن روز اشاعت سے محسوب ہونگے۔

ھذا کتاب یحکم بین الشیعة واھل السُّنّة و یھدی الی الحق فی امر الخلافة وانه یقطع معاذیر المخالفین. و یبرز دقاریر المفترین ولا یستنکرہ اّلا من لبس الصّفاقة و خلع الصدق والصداقة واتبع الکاذبین

یہ کتاب اہل تشیع اور اہل سنّت کے درمیان فیصلہ کرتی ہے اور امرِ خلافت میں حق کی طرف راہنمائی کرتی اور مخالفوں کے عذرات کا سدّ باب کرتی ہے۔ مفتریوں کی کذب بیانی کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا انکار صرف وہی کرتا ہے جس نے بے حیائی کا لبادہ پہنا ہوا ہے اور حق و صداقت سے عاری ہے اور کاذبوں کی پیروی کرتا ہے۔

کتاب عزیز محکم یفحم العدا
فنحمد بارءنا علٰی ما اسعدا

یہ مضبوط غالب کتاب ہے جو دشمنوں کو لاجواب کر دیتی ہے۔
پس ہم اپنے خدائے باری کی تعریف بیان کرتے ہیں جو اُس نے یہ سعادت بخشی۔

وسمّیته سرّ الخلافة حجّة
بما جاء فی تلك المقاصد ارشدا

اور میں نے اس کا نام ''سرّ الخلافة'' رکھا ہے تا یہ ان مقاصد میں جو راہنمائی ہے اس کے لئے حجت ہو۔

ھذا کتاب سر الخلافة لمن یبغی سبل الثقافة
یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے سر الخلافہ ہے جو ثقافت کی راہوں کی تلاش میں ہے۔

وقد طُبع فی المطبع ریاض الھند امرتسر فی الشھر المبارك محرم ۱۳۱۲ھ
یہ مطبع ریاض الہند امرتسر میں طبع ہوئی ماہ مبارک محرم ۱۳۱۲ھ میں

امّابعد، اے برادرِ دانا! جان لے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں فتنے متعفن مردار میں کیڑوں کے جنم لینے کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اس (زمانہ) میں خواہشات خشک لکڑیوں میں آگ کے بھڑکنے کی طرح، بھڑک رہی ہیں۔ مَیں اس زمانے کے بگولوں اور اس وقت کی تُند و تیز ہواؤں کی وجہ سے اسلام کو خطرات میں (گھرا ہوا) دیکھتا ہوں۔ زمانہ بدل گیا۔ فتنوں نے شدت اختیار کر لی۔ راستبازوں پر جوش غضب سے جھوٹوں کی آنکھیں ٹیڑھی ہو گئیں اور نیک لوگوں پر بدبختوں کے رُخسار سُرخ ہو گئے اور ان کا چیں بجبیں ہونا محض حق اور اہل حق کی عداوت کے باعث ہے۔ اس لئے کہ صاحبِ حق خائن کی پردہ دری کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کی اس دلدل سے بچاتا ہے اور وہ ظالم کی باتوں اور اس کے جور و ستم کو برداشت نہیں کرتا بلکہ فوراً اُسے جواب دیتا ہے اور ہر شک ڈالنے والے پر اُس کے عیب ظاہر کرنے اور ملمع سازوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے حملہ کرتا ہے۔ اسی طرح میں بھی ان میں سے ہوں جنہیں حق کی محبت نے دشمنوں کی طعنہ زنی کے سپرد کر دیا اور جن کا معاملہ سچائی کی حمایت کی وجہ سے مکفرین کی تکفیر تک جا پہنچا ہے۔

(سِرُّ الخلافۃ مع اردو ترجمہ صفحہ 1 تا 4۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ
(ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 11

کیا پارلیمنٹ کا قانون سازی کا اختیار غیر محدود ہے یا اس کی کچھ حدود ہیں؟

جیسا کہ اس مضمون کی پہلی قسط میں تفصیل پیش کی گئی تھی کہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں یہ مقدمہ اس نکتے پر درج کیا گیا تھا کہ درخواست گزاروں کی نزدیک پارلیمنٹ نے جو 2017ء میں نئے انتخابی قوانین کا بِل منظور کیا ہے وہ غیر قانونی ہے کیونکہ وہ ان کے نزدیک پاکستان کے آئین سے متصادم تھا۔ اگرچہ قومی اسمبلی اور سینٹ دونوں نے ان قوانین کو منظور کیا تھا پھر بھی جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے نزدیک چونکہ یہ قوانین پاکستان کے آئین کے خلاف تھے اس لئے غیر قانونی تھے۔ گو کہ حکومت نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے قبل ہی ان شقوں کو جن پر جماعت احمدیہ کے مخالفین کو اعتراض تھا تبدیل کر دیا تھا، پھر بھی جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی تسلی نہیں ہوئی۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ ان لوگوں کو منظرِ عام پر لایا جائے جنہوں نے یہ تبدیلی کی تھی۔ چنانچہ اللہ وسایا صاحب اور یونس قریشی صاحب کی درخواستوں میں یہی مطالبہ کیا گیا تھا۔

بابر اعوان صاحب کی رائے

ایک Amicus Curiae (وہ ماہر جنہیں عدالت اپنی اعانت کے لئے طلب کرتی ہے) سابق وزیر قانون ڈاکٹر بابر اعوان صاحب نے اس معاملہ پر رائے دی کہ پارلیمنٹ کا قانون بنانے کا اختیار غیر محدود نہیں ہے۔ گو کہ بابر اعوان صاحب نے یہ رائے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے موقف کی حمایت کے لئے دی تھی لیکن اس کی دلیل دیتے ہوئے وہ جماعتِ احمدیہ کے اُس اصولی مؤقف کی تائید کر گئے جو کہ 1974ء کی کارروائی میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کیا گیا تھا اور اُس موقف کی مخالفت کر گئے جو کہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے پیش کیا جاتا رہا۔ سب سے پہلے ہم بابر اعوان صاحب کی دلیل انہی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

"Learned Amicus further added that higher judiciary is duty bound to examine the constitutionality of any law if it found to be promulgated in derogation of the Fundamental Rights as envisaged by Art.8 and 227 of the Constitution, or where any provision of any law was found contrary to the very theme of the Constitution then it is to be declared void. Moreover, any enactment aimed at benefitting a specific person or community should also be discouraged and declared void as such exercise instead of promoting the administration of justice would cause injustice in the society amongst the citizens who were being governed under the Constitution."(page36)

ترجمہ: فاضل ماہر نے اس پر اضافہ کیا کہ اعلیٰ عدالت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر اُس قانون کا جائزہ لے جو کہ ان بنیادی حقوق کے خلاف ہو جن کا ذکر آرٹیکل 8 اور آرٹیکل 227 میں ہے۔ یا جب کسی قانون کے مندرجات آئین کے بنیادی خدوخال سے متصادم ہوں تو اسے منسوخ قرار دینا چاہیے۔ جب کوئی قانون اس لئے بنایا جائے کہ کسی مخصوص شخص یا گروہ کو فائدہ پہنچایا جائے تو اسے منسوخ قرار دینا چاہیے کیونکہ اس عمل سے آئین کے فراہم کردہ انصاف کی بجائے معاشرے میں ان شہریوں کے درمیان ناانصافی پیدا ہوتی ہے جو اس آئین کے ماتحت رہ رہے ہوتے ہیں۔

پہلے اس رائے کے دوسرے دلچسپ حصے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے یہ تأثر مل رہا ہے کہ جس طرح پاکستان میں قانون سازی کرتے ہوئے احمدیوں کے مفادات کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے اور دوسروں کے مفادات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ردّ میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں کوئی بھی ذی ہوش اسے سنجیدہ رائے قرار نہیں دے سکتا۔ انتخابی قوانین کی مثال ہی لے لیں۔ پورے پاکستان میں ایک انتخابی فہرست اس لئے بنتی ہے جس میں مسلمانوں کے باقی تمام فرقے عیسائی، ہندو اور دوسرے مذاہب کے سب افراد شامل ہوتے ہیں۔ اور ایک اور فہرست بنتی ہے جس میں علیحدہ احمدی شامل کئے جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور تفریق کیا ہو سکتی ہے؟ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ احمدیوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس کی تفصیل پہلی قسط میں بیان کی جا چکی ہے۔ آخر کوئی ایک مثال تو پیش کی جائے کہ ملک میں کون سا قانون احمدیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنایا گیا ہے؟

اب بابر اعوان صاحب کی رائے کے پہلے حصے کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ بابر اعوان صاحب کی رائے میں جب کوئی قانون آئین کے آرٹیکل 8 کے خلاف یا آرٹیکل 227 کے خلاف بنایا جائے تو ایسا قانون غیر قانونی ہے اور عدالت کے لئے لازمی ہے کہ اس کا جائزہ لے کر اسے منسوخ کر دے۔ اُن کی رائے میں پارلیمنٹ کا قانون سازی کا اختیار غیر محدود نہیں ہے۔ یہ اختیار اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ پارلیمنٹ آرٹیکل 8 یا آرٹیکل 227 سے متصادم قانون بنا دے۔

پہلے آرٹیکل 8 کا جائزہ لیتے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ قسط میں تفصیل بیان کی جا چکی ہے کہ یہ آرٹیکل بنیادی حقوق بیان کرتا ہے۔ اور اس کے آغاز میں ہی لکھا ہوا ہے کہ مملکت اگر کوئی قانون بنائے جو اس سے متصادم ہو تو وہ اس حد تک جس حد تک اس آرٹیکل سے متصادم ہو، منسوخ سمجھا جائے گا۔ یہ سوال ایک بار پہلے بھی بڑی تفصیل سے زیرِ بحث آیا تھا۔ اور اُس وقت زیرِ بحث آیا تھا جب 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کا وفد اپنا مؤقف پیش کر رہا تھا۔ اور یہ موضوع زیرِ بحث تھا کہ کیا قومی اسمبلی یہ فیصلہ کرنے کی مجاز بھی ہے کہ نہیں؟ کیا پارلیمنٹ جس طرح چاہے آئین میں ترمیم کر سکتی ہے یا اس کی کوئی حدود ہیں۔

1974ء میں پیش کیا جانے والا مؤقف۔ کیا اسمبلی یہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی تھی؟

اس بحث میں قدرتاً پہلا سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ کیا کوئی اسمبلی یہ فیصلہ کرنے کی مجاز ہے کہ ایک گروہ کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا اختیار ہے کہ نہیں؟ اس اہم پہلو کہ بارے میں جماعت احمدیہ نے اپنے محضر نامہ میں یہ موقف پیش کیا تھا کہ کسی بھی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے اور اگر اس سمت میں قدم اُٹھایا گیا تو یہ امر پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں اَن گنت فسادات اور خرابیوں کا راستہ کھولنے کا باعث بن جائے گا۔

(محضر نامہ صفحہ 5)

اس کارروائی کے آغاز سے پہلے بھی اس ضمن میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 جون 1974ء میں فرمایا تھا:

”پس ہزار ادب کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ یہ عقل کی بات ہم حکومت کے کان تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ جس کا تمہیں انسانی فطرت اور سرشت نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں حکومتوں کے عمل نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں یو۔این۔او کے Human Rights نے (جن پر تمہارے دستخط ہیں) حق نہیں دیا، چین جیسی عظیم سلطنت جو مسلمان نہ ہونے کے باوجود اعلان کرتی ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کوئی شخص profess کچھ کر رہا ہو اور اس کی طرف منسوب کچھ اور کر دیا جائے۔ مَیں کہتا ہوں مَیں مسلمان ہوں، کون ہے جو دنیا میں جو یہ کہے گا کہ تم مسلمان نہیں ہو؟ یہ کیسی نامعقول بات ہے۔ یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جو لوگ دہریہ تھے انہیں بھی سمجھ آ گئی۔ پس تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں تمہارے اُس دستور نے حق نہیں دیا جس دستور کو تم نے ہاتھ میں پکڑ کر دنیا میں یہ اعلان کیا تھا کہ دیکھو کتنا اچھا اور کتنا حسین دستور ہے۔ آج اس دستور کی مٹی پلید کرنے کی کوشش نہ کرو اور اس جھگڑے میں نہ پڑو اسے خدا پر چھوڑ دو کیونکہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فعل سے ثابت کرے گا کہ کون مومن اور کون کافر ہے۔“

(الفضل 23 جون 1974ء ص 8)

آئینِ پاکستان کے Chapter 1 میں انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور اس میں آرٹیکل 20 میں یہ ضمانت دی گئی تھی کہ:

"Subject to law, public order and morality:-
(a) every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion; and
(b) every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions"

ترجمہ: قانون، امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع۔

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہو گا؛ اور

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

اگر یہ سوال اُٹھایا جائے کہ یہ آزادی قانون کے تحت دی گئی ہے۔ اگر ایسا قانون بنا دیا جائے کہ جس میں یہ آزادی سلب کر دی جائے تو پھر آئین کی رو سے مذہبی آزادی کا اختیار بھی سلب ہو جائے گا۔ تو یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ آئینِ پاکستان کا Chapter 1 جس میں بنیادی حقوق بیان کیے گئے ہیں شروع ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ:

"Any law, or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void."

ترجمہ: کوئی قانون، کوئی رسم یا رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو، تناقض کی اس حد تک کالعدم ہو گا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

تو حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی ایسا قانون بنانے کی اجازت ہی نہیں جو کہ ان حقوق کو منسوخ کرے یا ان میں کمی کرے۔ جب جماعتِ احمدیہ کے وفد سے سوال و جواب شروع ہوئے تو پہلے روز ہی یحییٰ بختیار صاحب نے حضرت امام جماعتِ احمدیہ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ہمیں یہ کہے کہ تم غیر مسلم ہو اور اس ضمن میں آئین کی شقوں کا حوالہ دیا ہے۔ اس پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے فرمایا:

”I rely on clauses 8 and 20 ہماری جو کانسٹی ٹیوشن ہے اس کی غالباً دفعہ 8 ہے جو یہ کہتی ہے کہ اس ہاؤس کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ جو اس نے حقوق دیئے ہیں ان میں کوئی کم کرے یا اس کو منسوخ کرے۔“

(کارروائی صفحہ 38)

1974ء میں اٹارنی جنرل صاحب کے اُٹھائے گئے سوالات

اس مرحلہ پر اٹارنی جنرل صاحب یہ سوال اُٹھایا:

"I will ask a very simple question. Is the parliament competent to amend article 8 and article 20."

ترجمہ: میں ایک بہت سادہ سوال پوچھوں گا؟ کیا پارلیمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ آئین کی آٹھویں اور بیسویں شق میں ترمیم کر دے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”کانسٹی ٹیوشن کیا کہتا ہے؟“

اس کے جواب میں اٹارنی جنرل صاحب نے کہا:

"Yes, by two-thirds majority they can amend; through a particular procedure they can amend. I am not saying.....I am coming to that ....but I am just suggesting a simple proposition."

ترجمہ: ہاں، دو تہائی اکثریت کے ساتھ وہ اس میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ مَیں نہیں کہہ رہا... مَیں اس کی طرف آ رہا ہوں۔۔ لیکن میں صرف ایک سادہ رائے پیش کر رہا ہوں۔

پہلے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس رائے کا اظہار کرنا چاہ رہے تھے کہ پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار حاصل ہے لیکن پھر اگلے فقروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اس رائے کے بارے میں پُر اعتماد نہیں تھے۔ اس پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے فرمایا:

”...یہ نیشنل اسمبلی، یہ سپریم لیجسلیٹو باڈی ہے اور اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں، سوائے ان پابندیوں کے

جو یہ خود اپنے اوپر عائد کرے۔‘‘

Yahya Bakhtiar: I appreciate that they should not do it, they ought not to do it; But they are legally competent to do it, to repeal Article 20 and to repeal article 8 or any other provision."

ترجمہ: میں یہ جانتا ہوں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے اور یہ نہیں کرنا چاہیے مگر انہیں قانون کی رو سے اختیار حاصل ہے کہ وہ کہ آئین کی شق بیس اور آٹھ کو منسوخ کردیں۔

حضرت امام جماعتِ احمدیہ:...وہ تو میں نے بھی یہ کہا ہے ناں کہ اس کی سپریم لیجسلیٹو باڈی کی حیثیت ہے۔ان کے اوپر کوئی ایجنسی نہیں ہے جو پابندی لگا سکے۔لیکن کچھ پابندیاں اس سپریم لیجسلیٹو باڈی نے خود اپنے پہ لگائی ہیں۔

Yahya Bakhtiar: With that I agree

ترجمہ: میں اس سے متفق ہوں۔

Yayha Bakhtiar: Those are of ploitical, religious nature, but not of constitutional nature.

ترجمہ: یہ (پابندیاں) سیاسی اور مذہبی نوعیت کی ہیں لیکن آئینی نہیں ہیں۔

(کارروائی سپیشل کمیٹی 1974 صفحہ 36 تا 40)

سپیشل کمیٹی کی کارروائی کے مندرجہ بالا حصے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم قانونی اور آئینی سوال کے بارے میں خود اٹارنی جنرل صاحب کا ذہن واضح نہیں تھا۔ایک سے زائد مرتبہ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے نزدیک پاکستان کی پارلیمنٹ کو مکمل اختیار ہے کہ وہ آئین میں جس طرح چاہے تبدیلی کرے۔اس پر کوئی پابندی نہیں، خواہ یہ پارلیمنٹ آئین میں دیئے گئے تمام بنیادی انسانی حقوق کو ترمیم کر کے منسوخ کر دے۔اور ایک ایسا آئین بنا دے جس میں کسی قسم کے انسانی حقوق کی کوئی ضمانت نہ دی گئی ہو۔لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ گئے کہ وہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے نظریہ سے متفق ہیں کہ پارلیمنٹ نے اپنے اوپر خود یہ پابندی لگائی ہے کہ جن بنیادی انسانی حقوق کی آئین میں ضمانت دی گئی ہے، ان میں کوئی کمی بھی نہیں کرسکتی۔

مخالفینِ جماعت کے نظریات

اس مسئلہ پر کہ آیا پاکستان کی پارلیمنٹ کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اس قسم کا فیصلہ کرے، مولوی عبدالحکیم صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے موقف کے بارے میں یہ نظریہ پیش کیا:

’’یہی پہلا اور بنیادی فرق ہے جو مرزائیوں اور مسلمانوں میں ہے۔مسلمان اپنے فیصلے صرف قرآن اور شریعت کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں۔اور اسی کو قانونِ زندگی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔مگر مرزائی اقوامِ متحدہ کو دیکھتے ہیں۔کبھی عالمی انجمنوں کو اور کبھی انسان کے بنائے ہوئے دستور اور قانون کو۔ہم تو تمام امور میں صرف دین اور اس کے فیصلے دیکھتے ہیں۔‘‘(کارروائی صفحہ 2349)

مولوی عبدالحکیم صاحب کا موقف تھا کہ خواہ ایک ترمیم اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے منشور کے خلاف ہو، خواہ آئینِ پاکستان میں اس قسم کی ترمیم کرنے پر پابندی ہو، پارلیمنٹ اس لئے اس ترمیم کو منظور کرنے کی مجاز ہے کیونکہ اس کے نزدیک دینی طور پر یہ فیصلہ درست ہے۔

تمام تر کارروائی جب اختتام پر پہنچ رہی تھی تو مولوی ظفر احمد انصاری صاحب نے ایک اور نظریہ پیش کیا۔جب 3 ستمبر کو انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا تو کہا:

’’محضر نامے میں دونوں طرف سے اس طرح کے سوال کئے گئے ہیں کہ کیا پاکستان کی نیشنل اسمبلی کو یہ اختیار ہے یا نہیں ہے۔یہ نہایت اہانت آمیز اور اشتعال انگیز سوال ہے۔‘‘

اس آغاز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کو بالکل یہ اختیار ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ ایک فرقے یا ایک گروہ کو کس مذہب کی طرف منسوب ہونا چاہیے۔اور یہ سوال اُٹھانا کہ اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ نہیں اسمبلی کی توہین ہے۔لیکن پھر چند لمحوں میں ہی انہوں نے نہ صرف اپنے اس بیان کا بلکہ قومی اسمبلی کی تمام کارروائی کا ردّ کر دیا۔انہوں نے کہا:

’’میرے پاس شاید اور ممبران کے پاس بھی بہت سے خطوط ایسے آئے ہوں گے جن میں یہ کہا گیا کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ آپ اسمبلی کو دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا حق دیتے ہیں کہ کون مسلمان ہے کون مسلمان نہیں ہے۔کل وہ کہیں گے سود جائز ہے۔...حالانکہ میرے نزدیک مسئلہ کی نوعیت یہ نہیں ہے۔میں بھی اسمبلی کو دارالافتاء کی حیثیت دینے کو تیار نہیں ہوں۔اور نہ یہ اسمبلی ایسے ارکان پر مشتمل ہے جنہیں فتویٰ دینے کا مجاز ٹھہرایا جائے۔لیکن یہاں فتویٰ دینے کی بات نہیں ہے ہمارے فتویٰ دینے یا نہ دینے سے اس مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔اگر آج ہم کہہ دیں کہ ہم آج کہہ رہے ہیں کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج تک وہ غیر مسلم نہیں تھے، مسلمان تھے۔‘‘

(کارروائی سپیشل کمیٹی 1974ء ص 2874-2875)

مندرجہ بالا عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ خود ظفر احمد انصاری صاحب کے نزدیک پاکستان کی قومی اسمبلی ایسے افراد پر مشتمل نہیں تھی جو کہ اس قسم کے معاملات پر فیصلہ کرسکے۔اور ان کے نزدیک کسی بھی اسمبلی کو اس قسم کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تھا۔اور جماعتِ احمدیہ نے بالکل یہی موقف پیش کیا تھا جسے ظفر احمد انصاری صاحب اہانت آمیز اور اشتعال انگیز قرار دے رہے تھے۔معلوم ہوتا ہے کہ کارروائی کے آخر تک خود ممبرانِ اسمبلی اس بات کو بھول چکے تھے کہ یہ سپیشل کمیٹی کس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی۔اور قانونی طور پر وہ اسی موضوع پر کام کرنے کی پابند تھی۔3 ستمبر کو سپیشل کمیٹی کی کارروائی کا یہ حصہ ملاحظہ ہو۔اس کمیٹی کے سربراہ صاحبزادہ فاروق علی خان صاحب نے کہا:

’’مولانا محمد ظفر احمد انصاری: شاید مولانا صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔یہ مسئلہ ہے ہی نہیں کہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔یہ مسئلہ ہے ہی نہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ ہم ان کی دستوری اور قانونی حیثیت کو کس طریق پر واضح کریں۔

جناب چیئرمین: یہی تو میں نے کوریجہ صاحب کو کہا تھا کہ ان کی قانونی حیثیت کیا ہے اور کیا کچھ ہم کر سکتے ہیں، کیا ہمیں سفارش کرنی چاہیے۔

مولانا عبدالحق: اچھا جی۔تو گزارش میری یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ جو ہے یہ مسئلہ تو ہمارے آئین میں طے شدہ ہے کہ مسلمان وہ ہوسکتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور اس کے بعد کوئی بروزی ظلی نبی نہیں آسکتا۔‘‘(کارروائی 2916-2917)

جہاں تک مولوی عبدالحق صاحب کے نکتے کا تعلق ہے تو اس کو پڑھ کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اور بہت سے اور ممبرانِ اسمبلی کا ذہن آئین کے مندرجات کے بارے میں واضح نہیں تھا۔اس وقت تک پاکستان کے آئین کی جو شکل تھی اس میں اس قسم کی کوئی بات نہیں لکھی تھی جس کا دعویٰ مولوی عبدالحق صاحب کر رہے تھے۔

آئین کی جس شق میں غیر مسلم اقلیتوں کے نام لکھے تھے۔اس شق میں احمدیوں کا نام درج نہیں تھا۔

یہاں یہ یاد دلاتے چلیں کہ یہ کارروائی قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی تھی اور یہ سپیشل کمیٹی قانوناً اس موضوع پر کارروائی کرنے کی پابند تھی جو کہ قومی اسمبلی نے اس کے لئے مقرر کیا تھا۔اور موضوع یہ تھا کہ اسلام میں اس شخص کی کیا حیثیت ہے جو کہ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا۔اس سوال کو حل کئے بغیر کسی قانونی اور دستوری حیثیت کو واضح کرنے کا مرحلہ نہیں آسکتا تھا۔لیکن آخر میں سپیشل کمیٹی کے چیئرمین سمیت دوسرے ممبران نے اس بات کا واضح اقرار کیا تھا کہ وہ اس موضوع پر کارروائی نہیں کر رہے۔

جیسا کہ کتاب ’’سپیشل کمیٹی کی کارروائی پر ریویو‘‘ میں اس بات کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ 15 اگست کے روز سوال و جواب کے دوران اٹارنی جنرل صاحب نے یہ نکتہ اُٹھایا تھا کہ آئین میں مذہبی آزادی کی جو شقیں ہیں، ان سے قبل یہ لکھا ہے:

"Subject to law, public order and morality."

یہ آزادی قانون، امنِ عامہ کے تقاضوں اور اخلاقی حدود کے اندر ہوگی۔اور یہ بحث اُٹھائی تھی کہ اگر قانون سازی کر کے کسی گروہ کی مذہبی آزادی کو سلب کر لیا جائے یا محدود کر دیا جائے تو پھر آئین کی مذکورہ شق اس راستے میں حائل نہیں ہوسکتی۔جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ آئینِ پاکستان کا CHAPTER 1 جس میں بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے شروع ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا جو کہ ان بنیادی انسانی حقوق میں کمی کر سکے۔لیکن اس کے باوجود اٹارنی جنرل صاحب نے یہ خوفناک نظریہ پیش کیا تھا کہ پارلیمنٹ اگر چاہے تو دو تہائی اکثریت کے ساتھ آئین میں بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت کو مکمل طور پر ختم کر سکتی ہے۔جس کا نتیجہ یہی نکل سکتا تھا کہ ایسا آئین ملک پر مسلّط کیا جا سکتا ہے جس میں تمام بنیادی انسانی حقوق سلب کر لئے گئے ہوں۔یعنی کہ جہاں تک مذہبی آزادی کا تعلق ہے تو کسی کو اپنے مذہب کو profess, practice اور propagate کرنے کی اجازت نہ ہو۔جب آئین میں دوسری ترمیم منظور کی جا رہی تھی اور بزعمِ خود احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا رہا تھا اس موقع پر وزیرِ اعظم بھٹو صاحب نے اس ترمیم کی منظوری سے کچھ دیر پہلے اپنی تقریر میں یہ نظریہ پیش کیا:

"Every Pakistani has a right to profess his religion, his caste and his sect proudly and with confidence, and this guarantee the Constitution of Pakistan gives to citizens of Pakistan."

(The National Assembly Of Pakistan, Debates, Official Report, Saturday, 7th September, 1974 p 567)

ترجمہ: ہر پاکستانی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کا اظہار کرے، اپنی ذات اور اپنے فرقے کا اعلان فخر اور اعتماد کے ساتھ بغیر کسی خوف کے کرے۔اور پاکستان کے شہریوں کو پاکستان کا آئین یہ حق دیتا ہے۔

یہاں وہ اپنی تقریر میں خود مجوزہ ترمیم کی نفی کر رہے تھے۔اگر قانون اور آئین کی اغراض کے لیے احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم شمار کیا جائے گا تو سرکاری کاغذوں میں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھ سکیں گے جبکہ وہ یہ اعلان کر چکے تھے کہ اسلام کے علاوہ ان کا کوئی اور مذہب نہیں ہے۔تو پھر یہ کس طرح دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی یہ مذہبی آزادی مجروح نہیں ہوئی اور انہیں اپنے مذہب کا اعلان کرنے کی مکمل آزادی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق اس بات کو بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ قومی اسمبلی کے اراکین کا ذہن اس قسم کے بنیادی سوالات کے بارے میں واضح نہیں تھا۔یہ سوالات اہم تھے اور بعد میں اس کے بارے میں کافی تنازعہ پیدا ہونا تھا۔

مختلف ممالک کی عدالتوں کے فیصلے

اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار ہے۔دوسری آئینی ترمیم کی بحث سے قطع نظر اس بارے میں پوری دنیا میں قانونی اور آئینی بحثیں ہوتی آئی ہیں اور اب تک ہو رہی ہیں۔ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارے کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار ہے۔اگر پارلیمنٹ کوئی غلط ترمیم کرے تو یہ ترمیم غلط تو ہوگی لیکن اسے عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا، اگر اسے ختم کرنا ہے تو صرف پارلیمنٹ ہی ایسا کرسکتی ہے۔دوسرا گروہ یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار نہیں ہے۔مثلاً پارلیمنٹ کسی ترمیم کے ذریعہ بنیادی انسانی حقوق سلب نہیں کرسکتی۔پارلیمنٹ آئین کا بنیادی ڈھانچہ ختم نہیں کرسکتی۔اور اگر پارلیمنٹ ایسا قدم اُٹھائے تو ملک کی اعلیٰ عدالت اس ترمیم کو ختم کرسکتی ہے۔سوال و جواب کے مرحلہ کے دوران یحییٰ بختیار صاحب نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ پارلیمنٹ کے پاس دو تہائی اکثریت کے ساتھ آئین میں ترمیم کا غیر محدود اختیار ہے۔اور اگر پارلیمنٹ چاہے تو آئین میں اس شق کو بھی ختم کرسکتی ہے کہ آئین میں جن انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے ان میں کسی قانون کے ذریعہ کمی نہیں کی جاسکتی۔

تو سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار ہے؟ کیا قومی اسمبلی اور سینٹ دو تہائی کی اکثریت سے آئین میں کوئی بھی ترمیم کرسکتے ہیں؟ یا ان کے اختیار کی کوئی حدود ہیں۔اس سوال کا تعلق صرف پاکستانی آئین کی دوسری ترمیم سے ہی نہیں ہے بلکہ دنیا بھر میں اس موضوع پر بحث ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔اس سلسلہ میں اگست 2015ء میں پاکستان کی سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کا ذکر ضروری ہے۔جب پاکستان کی آئین میں اکیسویں ترمیم کی گئی اور اس کے تحت ملک میں فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں آیا تو سپریم کورٹ میں اس کے خلاف بہت سے درخواستیں درج کرائی گئیں۔ان میں سے کئی درخواستیں بہت سی وکلاء تنظیموں کی طرف سے تھیں۔عدالتِ عظمیٰ نے جب فیصلہ سنایا تو جہاں ایک طرف یہ ترمیم برقرار رکھی گئی وہاں فیصلے میں یہ بھی لکھا گیا کہ پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار نہیں ہے۔اور آئین میں ترمیم کو عدالتِ عظمیٰ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے اور بعض صورتوں میں عدالتِ عظمیٰ آئین میں ترمیم کو ختم کرسکتی ہے۔اس فیصلہ میں لکھا گیا:

"Therefore, it can be stated unequivocally that Parliament does not have unbridled or unfettered power to amend the Constitution, and if an amendment is made the Supreme Court has the jurisdiction to examine it and,

if necessary, strike down the offending whole or part thereof. The Supreme Court exercises this power not because it seeks to undermine Parliament or travel beyond its domain, but because the Constitution itself has granted it such power. The Supreme Court's power of judicial review cannot be negated in any manner whatsoever because it is provided in the original 1973 Constitution and in its Preamble."

فیصلہ کے اس حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کے پاس اس بات کا اختیار ہے کہ آئین میں ہونے والی کسی ترمیم کا جائزہ لے یا اسے منسوخ کردے۔ اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سپریم کورٹ اپنی حدود سے تجاوز کر رہی ہے یا پارلیمنٹ کو کمزور کرنا چاہ رہی ہے بلکہ خود آئین نے اسے یہ اختیار دیا ہے۔ اور یہ اختیار اس سے اس لئے واپس نہیں لیا جا سکتا کیونکہ یہ اختیار 1973ء کے اصل آئین میں اور آئین کی تمہید میں دیا گیا ہے۔

اس مقدمہ میں اس وقت کے اٹارنی جنرل صاحب نے یہ دلیل پیش کی کہ آئین کے آرٹیکل 239 میں یہ واضح کیا گیا ہے:

"No amendment to the Constitution shall be called in question in any court on any ground whatsoever.."

یعنی آئین میں کسی ترمیم کو کسی عدالت میں کسی وجہ سے بھی چیلنج نہیں کیا جائے گا۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ آئین کے جس آرٹیکل میں کسی معاملہ کو سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر قرار دیا گیا ہے وہاں یہ درج کیا گیا ہے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں سماعت نہیں کیا جا سکتا لیکن آرٹیکل 239 میں جہاں 'کسی بھی عدالت' کے الفاظ ہیں وہاں ان حدود کا اطلاق سپریم کورٹ پر نہیں ہوتا۔ (عدالتی فیصلہ صفحہ 853 تا 856)

[Distric Bar Rawalpindi Vs. Federation of Pakistan, 21st amendment]

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں اس امر کی نشاندہی کی کہ آرٹیکل 239 کا مذکورہ حصہ جس کا حوالہ اٹارنی جنرل صاحب دے رہے تھے، 1973ء کے اصل آئین میں موجود نہیں تھا بلکہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے اسے آئین میں شامل کیا تھا اور اس وقت کی پارلیمنٹ نے مجبوری کی حالت میں اس کی منظوری دی تھی کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو طویل تعطل کے بعد مشکل سے جو جزوی جمہوری عمل شروع ہوا تھا وہ بھی ختم کر دیا جاتا۔

پاکستان کی سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں اس امر کی نشاندہی بھی کی کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 239 کا مذکورہ حصہ بھارت کے آئین میں کی جانے والی 42nd (Amendment) Act of 1976 سے نقل کیا گیا تھا۔ اور اس کے ذریعہ اندرا گاندھی صاحبہ کے دَور میں بھارتی آئین کے آرٹیکل 368 میں ترمیم کی گئی تھی۔ اس ترمیم کے الفاظ یہ تھے:

"Art. 368. Power of Parliament to amend the Constitution and procedure therefor:

(4) No amendment of this Constitution (including the provisions of Part III) made or purporting to have been made under this article [whether before or after the commencement of Section 55 of the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976] shall be called in question in any court on any ground.

(5) For the removal of doubts, it is hereby declared that there shall be no limitation whatever on the constituent power of Parliament to amend by way of addition, variation or repeal the provisions of this Constitution under this article.."

اس ترمیم کے آخری حصہ میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار موجود ہے۔ اور پارلیمنٹ جس طرح چاہے آئین میں اضافہ یا ترمیم کر سکتی ہے یا اس کی کسی شق کو ختم کر سکتی ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ بھارت کی سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ میں آئین کی اس شق کو ختم کر دیا تھا۔ بھارت کی سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا:

"The newly introduced clause 5 of article 368 transgresses the limitations on the amending power of Parliament and is hence unconstitutional. It demolishes the very pillars on which the preamble rests by empowering the Parliament to exercise its constituent power without any "limitation whatever".

"No constituent power can conceivably go higher than the sky-high power conferred by clause (5), for it even empowers the Parliament to "repeal the provisions of this Constitution", that is to say, to abrogate the democracy. and substitute for it a totally antithetical form of Government. That can most effectively be achieved, without calling a democracy by any other name, by a total denial of social, economic and political justice to the people, by emasculating liberty of thought, expression, belief, faith and worship and by abjuring commitment to the magnificent ideal of a society of equals. The power to destroy is not a power to amend.

Since the Constitution had conferred a limited amending power on the Parliament, the Parliament cannot under the exercise of that limited power enlarge that very power into an absolute power. Indeed, a limited amending power is one of the basic features of Indian Constitution and therefore, the limitations on that power cannot be destroyed. In other words, Parliament cannot, under Article 368, expand its amending power so as to acquire for itself the right to repeal or abrogate the Constitution or to destroy its basic and essential features. The donee of a limited power cannot by the exercise of that power convert the limited power into an unlimited one. (2) The newly introduced clause (4) of Article 368 is equally unconstitutional and void because clauses (4) and (5) are inter-linked. While clause (5) purports to remove all limitations on the amending power, clause (4) deprives the courts of their power to call in question any amendment of the Constitution.

Indian Constitution is founded on a nice balance of power among the three wings of the State namely, the Executive, the Legislature and the Judiciary. It is the function of the Judges, may their duty, to pronounce upon the validity of laws. If courts are totally deprived of that power, the fundamental rights conferred upon the people will become a mere adornment because rights without remedies are as writ in water.

A controlled Constitution will then become uncontrolled. Clause (4) of Article 368 totally deprives the citizens of one of the most valuable modes of redress which is guaranteed by Article 32. The conferment of the right to destroy the identity of the Constitution coupled with the provision that no court of law shall pronounce upon the validity of such destruction is a transparent case of transgression of the limitations on the amending power.

If a constitutional amendment cannot be pronounced to be invalid even if it destroys the basic structure of the Constitution, a law passed in pursuance of such an amendment will be beyond the pale of judicial review because it will receive the protection of the constitutional amendment which the courts will be powerless to strike down. Article 13 of Constitution will then become a dead letter because even ordinary laws will escape the scrutiny of the courts on the ground that they are passed on the strength of a constitutional amendment which is not open to challenge.

ترجمہ: آرٹیکل 368 میں شق 5 کا اضافہ پارلیمنٹ کے ترمیم کرنے کی حدود کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس لئے غیر آئینی ہے۔ یہ ان ستونوں کو تباہ کر دیتا ہے جس پر آئین کی تمہید قائم ہے کیونکہ یہ شق پارلیمنٹ کو ایسا آئینی اختیار دے دیتی ہے جس کی کوئی حدود نہیں ہیں۔

کوئی آئینی اختیار اس اختیار سے زیادہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں آئین کی دفعات کو منسوخ کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے، جمہوریت کو ختم کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔ اس کی جگہ اس کے خلاف نظام متعارف کرانے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔ اور ایسا جمہوریت کو کسی اور نام سے منسوب کئے بغیر یا اس کا مکمل انکار کر کے بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایسا بھی کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو معاشی، اقتصادی اور سیاسی انصاف سے محروم کر دیا جائے۔ سوچ، اظہار، عقیدے، ایمان اور مذہب کی آزادی کو غیر مؤثر کر دیا جائے۔ اس عظیم مقصد کو ترک کر دیا جائے کہ ایک ایسا معاشرہ تعمیر کیا جائے جس میں سب برابر کے شہری ہوں۔ یہ آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں بلکہ اسے تباہ کرنے کا اختیار ہے۔

چونکہ آئین پارلیمنٹ کو ترمیم کرنے کا محدود اختیار دیتا ہے، پارلیمنٹ اس محدود اختیار کا استعمال کر کے، اس میں اضافہ کر کے اس اختیار کو غیر محدود نہیں بنا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت کا آئین پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا محدود اختیار دیتا ہے۔ ان حدود کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں پارلیمنٹ آرٹیکل 368 کے تحت اپنے اختیارات کو وسیع کر کے آئین کو منسوخ کرنے یا ختم کرنے کا اختیار نہیں حاصل کر سکتی۔ یا اس کے بنیادی خدوخال کو ختم کرنے کا اختیار نہیں حاصل کر سکتی۔ محدود اختیارات کا حامل ان اختیارات کو غیر محدود بنانے کا حق نہیں رکھتا۔ آرٹیکل 368 میں شق 4 کا اضافہ بھی اتنا ہی غیر آئینی ہے کیونکہ شق 4 اور شق 5 ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ شق 5 آئین میں ترمیم کرنے کے اختیار پر تمام حدود ختم کر دیتی ہے اور شق 4 عدالتوں کا یہ اختیار سلب کر لیتی ہے کہ وہ آئین میں کسی ترمیم کے بارے میں سماعت کرے۔

بھارت کا آئین ریاست کے تین حصوں یعنی انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کے درمیان ایک عمدہ توازن پر قائم کیا گیا ہے۔ یہ ججوں کا صرف کام نہیں بلکہ فرض ہے کہ وہ قوانین کے جواز کے متعلق سماعت کریں۔ اگر عدالتوں کا یہ اختیار ختم کر دیا جائے تو آئین میں بنیادی حقوق صرف ایک سجاوٹ کی چیز بن جائیں گے۔ کیونکہ ایسے حقوق جن کے پامال ہونے کی صورت میں چارہ جوئی کا کوئی راستہ نہ ہو پانی پر لکیر ثابت ہوتے ہیں۔

عدالت نے فیصلہ دیا کہ پارلیمنٹ آئین میں ترمیم کر سکتی ہے لیکن اس اختیار کی بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر اس حق کو غیر محدود کر دیا جائے اور عدالتوں کا یہ حق ختم کر دیا جائے کہ وہ اس بارے میں کسی مقدمہ کی سماعت کریں تو یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ اس طرح ایک متوازن آئین ایک غیر متوازن آئین میں تبدیل ہو جائے گا۔ آرٹیکل 368 کی شق 4 شہریوں کو اس حق سے کلیتاً محروم کر دیتی ہے کہ وہ آرٹیکل 38 میں زیادتیوں کے ازالہ کے لئے جو ضمانت دی گئی ہے اس سے مستفیض ہو سکیں۔ ایک طرف یہ آئین کو تباہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ پابندی لگا دی گئی ہے کہ کوئی عدالت اس کے جواز کے بارے میں سماعت بھی نہیں کر سکتی۔ یہ ترمیم کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جلیل القدر صحابہ، اطاعت و وفا کے پیکر حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہما کی سیرت سے ایمان افروز پہلوؤں کا بصیرت انگیز بیان

”مجھے بھی اپنی امت کے لئے وہ پسند ہے جو ابن مسعود نے پسند کیا۔“

باوجود اس بات کے کہ صحابہ بالکل اَن پڑھ تھے، سارے مکہ میں کہا جاتا ہے کل سات آدمی پڑھے لکھے تھے لیکن ساری دنیا پہ یہ لوگ چھا گئے۔ پس یہ اطاعت تھی جس سے وہ مقام ان کو حاصل ہوا اور فتحیاب ہوئے۔ پس یہ خاص نکتہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

”قوموں کی ترقی کے لئے اصل چیز اطاعت ہے“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کے طریق کی ہمیشہ تعریف فرمائی

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت ابن مسعود صرف جمعرات کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے جو بہت ہی مختصر اور جامع ہوتا تھا۔

”یہ یتیم بچی ہے اس کی شادی اس کی مرضی سے ہوگی۔“

محترمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ کراچی اور محترم عدنان وینڈن بروک صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ بیلجیم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05 / اکتوبر 2018ء بمطابق 05 / اخاء 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں صحابہ کے ذکر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں بیان کر رہا تھا اور ان کی کیونکہ کافی روایات ہیں ان کی اپنی بھی، ان کے بارے میں دوسروں کی بھی کچھ روایات رہ گئی تھیں جو اَب میں بیان کروں گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں بزرگ صحابہ کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود اللہ تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں غیر معمولی مقام رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جن صحابہ کے نمونے کو مشعل راہ بنانے کے لئے بطور خاص ہدایت فرماتے تھے ان میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے علاوہ عبد اللہ بن مسعودؓ کا نام بھی شامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ عبد اللہ بن مسعود کا طریق مضبوطی سے پکڑو۔ (جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب عبد اللہ بن مسعودؓ حدیث 3805) ایک روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص اعتماد تھا آپ پر اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ایک غیر معمولی عشق تھا۔ ان کے بعض واقعات میں نے بیان بھی کئے تھے۔ اَور بھی واقعات ہیں، بعض دفعہ ملتے جلتے واقعات ہیں لیکن مختلف زاویوں سے بیان کئے گئے ہیں۔

ان کے بارے میں لکھا ہے کہ باطنی لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے حضرت ابن مسعود یعنی عبد اللہ بن مسعود کو ایک متقی، پرہیز گار اور عبادت گزار انسان بنا دیا تھا۔ عبادت اور نوافل سے ایسی رغبت تھی کہ فرض نمازوں اور تہجد کے علاوہ چاشت کے وقت کی نماز کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ اسی طرح ہر سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھتے تھے اور پھر بھی یہ احساس غالب رہتا تھا کہ وہ کم روزے رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ تہجد وغیرہ کی ادائیگی کے لئے بدن میں کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے۔ (تہجد بھی بڑی لمبی اور غیر معمولی پڑھنے والے تھے اور اگر حقیقت میں حق ادا کرتے ہوئے نوافل اور تہجد ادا کی جائے تو انسان بڑی کمزوری محسوس کرتا ہے۔) اس لئے فرماتے تھے کہ نماز کو روزے پر ترجیح دیتے ہوئے نسبتاً کم نفلی روزوں کا اہتمام کرتا ہوں۔

(سیرت صحابہ رسول ﷺ از حافظ مظفر احمد صفحہ 283 نظارت اشاعت ربوہ 2009ء)

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطاب کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اب وہ لوگوں سے وعظ کریں، یعنی حضرت ابو بکر وعظ کریں۔ حضرت ابو بکر نے مختصر وعظ کیا پھر حضرت عمر سے فرمایا۔ انہوں نے حضرت ابو بکر سے بھی مختصر وعظ کیا۔ پھر کسی اور شخص سے فرمایا تو اس نے لمبی تقریر شروع کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ یا فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے تقریر کے لئے فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد صرف یہ کہا کہ اے لوگو! اللہ ہمارا رب ہے، قرآن ہمارا رہنما ہے، بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور مجھے تمہارے لئے وہ پسند ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ ابن مسعود نے درست کہا اور مجھے بھی اپنی امت کے لئے وہ پسند ہے جو ابن مسعود نے پسند کیا۔

(سیرت صحابہ رسول ﷺ از حافظ مظفر احمد صفحہ 285-284 نظارت اشاعت ربوہ 2009)

حضرت علی جب کوفہ میں تشریف لے گئے تو آپ کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا کچھ تذکرہ ہوا۔ یہ وہاں پہلے رہ چکے تھے۔ لوگوں نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق والا اور نرمی سے تعلیم دینے والا اور بہترین صحبت اور مجلس کرنے والا اور انتہائی خدا ترس اور کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت علی نے بغرض آزمائش ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سچ سچ بتاؤ کہ عبد اللہ بن مسعود کے متعلق یہ گواہی صدق دل سے دیتے ہو۔ سب نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا کہ اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ! میں بھی عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں جو ان لوگوں کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر رائے رکھتا ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 115 ومن حلفاء بنی زھرہ بن کلاب… ”عبد اللہ بن مسعود“ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے دینی بھائی حضرت زبیر بن العوام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم فرمودہ مؤاخات کا حق بھی خوب ادا کیا۔ ان پر کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یہ وصیت فرمائی کہ میرے جملہ مالی امور کی نگرانی اور سپرد داری، یعنی تمام کام جو ہیں ان کو سنبھالنا جو میری جائیداد پیچھے رہ جائے گی، حضرت زبیر بن العوام اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر کے ذمہ ہوگی اور خاندانی معاملات میں ان کے فیصلے قطعی اور نافذ العمل ہوں گے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 118 ومن حلفاء بنی زھرہ بن کلاب۔۔۔ ’’عبداللہ بن مسعودؓ‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شخص کی تہہ بند ٹخنوں سے نیچے دیکھی تو اسے ٹخنوں سے اوپر کرنے کا کہا۔ اس پر اس شخص نے جواباً آپ سے کہا کہ آپ بھی اپنی تہہ بند ٹخنوں سے اوپر کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میری پنڈلیاں باریک ہیں اور میں دبلا بھی ہوں۔ حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس شخص کو حضرت ابن مسعود سے اس طرح مخاطب ہونے اور جواب دینے کے سبب سزا بھی دی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد4 صفحہ 201 ’’عبد اللہ بن مسعودؓ‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس شخص میں تکبر ہو اور اس زمانے میں تکبر کی وجہ سے کپڑے لمبے رکھنے کا رواج تھا تو اس پر انہوں نے اس کو سمجھایا ہو اور اس نے بغیر دیکھے کہ یہ کتنے عاجز شخص ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کتنا عمل کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کس قدر خشیت ہے آگے سے یہ جواب دیا اور حضرت عمر کو جب پتہ لگا تو آپ نے اس کی سرزنش کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی اطاعتِ رسول کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حدیثوں میں ایک واقعہ آتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ اُن میں کس قدر فرمانبرداری کی روح پائی جاتی تھی۔ بظاہر وہ ایک ایسی بات ہے جسے سن کر کوئی انسان کہہ سکتا ہے یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا (حضرت خلیفہ ثانی کہتے ہیں) کہ ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر تھا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جب کوئی حکم سنتے تو اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس کو بیان کررہے ہیں کہ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی طرف آرہے تھے تو آپ ابھی گلی میں ہی تھے کہ آپ کے کانوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز آئی کہ بیٹھ جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہجوم زیادہ ہوگا اور کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہوں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو ابھی مجلس میں نہیں پہنچے تھے اور گلی میں انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز سنی تو وہیں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے جیسے بچے چلتے ہیں گھسٹ گھسٹ کر مسجد میں پہنچے۔ کسی شخص نے جو اس راز کو نہیں سمجھتا تھا کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہی دنیا میں قوموں کو کس طرح کامیاب کرتی ہے جب حضرت عبداللہ بن مسعود کو اس طرح چلتے دیکھا تو اس نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے۔ وہ اس کو بیوقوفی سمجھ رہا تھا۔ اس کو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ قوموں کی ترقی کے لئے اصل چیز اطاعت ہے۔ بہرحال اس نے اس کو کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب تو یہ تھا کہ مسجد میں جو لوگ کناروں پر کھڑے ہیں وہ بیٹھ جائیں مگر آپ گلی میں ہی بیٹھ گئے ہیں اور گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئے ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ جب مسجد پہنچتے تو اس وقت بیٹھتے، گلی میں بیٹھ جانے کا کیا فائدہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا ہاں ہو تو سکتا تھا لیکن اگر مسجد پہنچنے سے پہلے ہی میں مرجاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم میرے عمل میں نہ آتا اور کم سے کم ایک بات ایسی ضرور رہ جاتی جس پر میں نے عمل نہ کیا ہوتا۔ اب یہ شوق تھا ان لوگوں کا کہ کوئی بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے یہ نہ ہو کہ ہم اس پر عمل نہ کریں۔ اس پر انہوں نے کہا میں نے یہ بات سنی اور مجھے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگر میں اس دوران مرجاتا تو پھر میرے نامہ اعمال میں کہیں یہ نہ لکھا جائے کہ یہ ایک آخری بات تھی جس پر تم نے سننے کے باوجود عمل نہیں کیا۔ تو بہرحال انہوں نے اس سے کہا کہ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں چلتا ہوا آؤں اور پھر مسجد میں آکر بیٹھوں۔ میں نے خیال کیا کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے شاید میں مسجد میں پہنچوں یا نہ پہنچوں اس لئے ابھی بیٹھ جانا چاہئے تاکہ اس حکم پر بھی عمل ہوجائے۔ یہ لوگ اتنی باریکی سے چیزوں کو دیکھنے والے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید لکھتے ہیں کہ انہی عبداللہ بن مسعودؓ کا واقعہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ حج کے ایام میں مکّہ مکرمہ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ حج پر گئے ہوئے تھے، قیام تھوڑا تھا، وہاں چار رکعتیں پڑھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے تشریف لائے تھے تو آپ نے وہاں دو رکعتیں پڑھی تھیں کیونکہ مسافر کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں تشریف لائے تو آپ نے بھی دو ہی رکعتیں پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ حج کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے بھی دو ہی پڑھیں یعنی قصر نماز کا جہاں حکم ہے وہاں قصر کی مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار رکعتیں پڑھا دیں۔ اس پر لوگوں میں ایک شور برپا ہوگیا، بڑا شور مچایا لوگوں نے اور انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بدل دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے پاس لوگ آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آپ نے چار رکعتیں کیوں پڑھی ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے ایک اجتہاد کیا اور وہ یہ اجتہاد تھا کہ اب دور دور کے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں۔ بہت سے لوگ دور دور سے حج کے لئے بھی آنے لگ گئے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اب اسلامی مسائل اتنے معلوم نہیں جتنے پہلے لوگوں کو معلوم ہوا کرتے تھے۔ اب وہ صرف ہمارے افعال کو دیکھتے ہیں۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم پرانے مسلمان کیا کررہے ہیں، اور جس رنگ میں وہ ہمیں کوئی کام کرتا دیکھتے ہیں اسی رنگ میں خود کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اسلام کا حکم ہے۔ یہ لوگ چونکہ مدینہ میں بہت کم آتے ہیں اور انہیں وہاں رہ کر ہماری نمازیں دیکھنے کا موقع نہیں ملتا تو اس لئے میں نے یہی خیال کیا کہ اب حج کے موقع پر انہوں نے مجھے دو رکعت نماز پڑھتے دیکھا، قصر کرتے دیکھا تو اپنے علاقے میں جاتے ہی کہنے لگ جائیں گے کہ خلیفہ کو ہم نے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا ہے اس لئے اسلام کا اصل حکم یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ جب یہ اپنے علاقے میں جاکے بتائیں گے تو لوگ چونکہ اس بات سے ناواقف ہوں گے کہ دو رکعت نماز سفر کی وجہ سے پڑھی گئی ہے اس لئے اسلام میں اختلاف پیدا ہوجائے گا اور لوگوں کو ٹھوکر لگے گی۔ یہ حضرت عثمانؓ نے اجتہاد کیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے کہا پس میں نے مناسب سمجھا کہ چار رکعت نماز پڑھا دوں تاکہ نماز کی چار رکعت انہیں نہ بھولیں۔ باقی رہا یہ کہ میرے لئے چار رکعت پڑھنا جائز کس طرح ہوگیا۔ اس کا بھی حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے کیوں چار رکعت پڑھیں اور کیوں میرے لئے یہ جائز ہے۔ آپ نے اس کا جواب دیا کہ میں نے یہاں شادی کی ہوئی ہے، مکہ میں میری شادی ہوئی ہوئی ہے اور بیوی کا سارا خاندان وہاں تھا، سسرال وہیں تھا۔ چونکہ بیوی کا وطن بھی اپنا ہی وطن ہوتا ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مسافر نہیں ہوں اور مجھے پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

اپنے اجتہاد کی یہ ایک اور دلیل انہوں نے دی۔ غرض حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار رکعت نماز پڑھانے کی یہ وجہ بیان فرمائی اور اس توجیہہ کا مقصد آپ نے یہ بتایا کہ باہر کے لوگوں کو دھوکہ نہ لگے اور وہ اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ ان کی یہ بات بھی بڑی لطیف تھی، بڑی باریک گہری بات تھی اور جب صحابہ نے سنی تو اکثر لوگ سمجھ گئے اور بعض نہ سمجھے مگر خاموش رہے۔ مگر دوسرے لوگوں نے جو فتنہ پیدا کرنے والے تھے انہوں نے شور مچا دیا اور کہنا شروع کردیا کہ حضرت عثمانؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ چنانچہ جو لوگ شور مچانے والے تھے، فتنہ پرداز تھے انہی میں سے کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس بھی پہنچے اور کہنے لگے آپ نے دیکھا کہ آج کیا ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا کرتے تھے اور عثمانؓ نے آج کیا کیا۔ ان لوگوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو حج کے دنوں میں مکہ آکر صرف دو رکعتیں پڑھایا کرتے تھے مگر حضرت عثمانؓ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر کہا کہ دیکھو ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم فتنہ اٹھائیں کیونکہ خلیفہ وقت نے کسی حکمت کے ماتحت ہی ایسا کام کیا ہوگا، کوئی حکمت ہوگی جو ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ پس تم فتنہ نہ اٹھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ مَیں نے بھی ان کی اقتداء میں چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ مَیں بھی نماز پڑھنے والوں میں شامل تھا اور میں نے بھی چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں مگر نماز کے بعد میں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لی کہ خدایا تو ان چار رکعتوں میں سے میری وہی دو رکعتیں قبول فرمانا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے اور باقی دو رکعتوں کو میری نماز نہ سمجھنا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں یہ کیسا عشق کا رنگ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود میں پایا جاتا تھا کہ انہوں نے چار رکعتیں پڑھ تو لیں مگر انہیں وہ ثواب بھی پسند نہ آیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھی ہوئی دو رکعتوں سے زیادہ تھا اور دعا مانگی کہ الٰہی دو رکعتیں ہی قبول فرمانا چار نہ قبول کرنا۔ اب جو مقتدی تھے انہوں نے تو خلیفہ وقت کے پیچھے چار رکعتیں پڑھیں اور اطاعت میں پڑھ لیں۔ نماز کا بھی ثواب ہے، اطاعت کا بھی ثواب ہے لیکن عبداللہ بن مسعود کا اپنا ایک نظریہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اطاعت میں نے کرلی لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس سے زیادہ ثواب لوں جتنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے نمازیں پڑھ کے، ہمیں حاصل کرنے والا بنایا اور اس لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دو رکعتوں کا قبول کرنا۔

اور پھر حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ پھر خلافت کی اطاعت کا بھی اس میں کیسا عمدہ نمونہ پایا جاتا ہے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے کس وجہ سے دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھی ہیں حالانکہ یہ وجہ ایسی ہے جسے بہت سے لوگ صحیح قرار دیتے ہیں۔ وہ بیوی کے گھر جاتے ہیں تو اسے سفر نہیں سمجھتے، بیٹے کے گھر جاتے ہیں تو اسے سفر نہیں سمجھتے، ماں باپ کے گھر جاتے ہیں تو اسے سفر نہیں سمجھتے پس یہ مسئلہ ٹھیک تھا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ احتیاط کہ باہر کے لوگوں کو دھوکہ نہ لگے اور اسلام

میں کوئی رخنہ نہ پڑ جائے ان کے اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا ثبوت تھا۔ حضرت عثمانؓ کا بھی یہ بڑا اعلیٰ درجہ کا تقویٰ تھا، نیت تھی کہ ٹھوکر نہ لگے مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس وقت تک اس حکمت کا علم نہیں تھا کہ کیا وجہ تھی حضرت عثمانؓ کی چار رکعتیں پڑھنے کی لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا کہ نماز چھوڑ دی ہو۔ بلکہ انہوں نے نماز بھی پڑھ لی اور خلافت کی اطاعت بھی کر لی اور بعد میں خدا تعالیٰ کے حضور عرض کر دیا کہ یا اللہ! میری دو رکعتیں ہی قبول ہوں چار نہ ہوں۔ یہ کیسی فرمانبرداری اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم چلنے کی روح تھی جو ان میں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود اس بات کے کہ صحابہ بالکل اَن پڑھ تھے، سارے مکہ میں کہا جاتا ہے کل سات آدمی پڑھے لکھے تھے لیکن ساری دنیا پہ یہ لوگ چھا گئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد22 صفحہ106 تا109) پس یہ اطاعت تھی جس سے وہ مقام ان کو حاصل ہوا اور فتحیاب ہوئے۔ پس یہ خاص نکتہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اس عمل سے خلیفہ وقت کی اطاعت کا بھی اظہار ہو گیا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام کا بھی اظہار ہو گیا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود کے طریق کی ہمیشہ تعریف فرمائی اور یہی حقیقی طریقہ ہے فتنوں سے بچنے کا۔ پس یہ وہ اسوہ ہے جو ہر احمدی کے لئے مشعل راہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کے وقت ایک قافلہ سے ملے۔ اندھیرے کی وجہ سے اہل قافلہ کو دیکھنا ممکن نہ تھا۔ اس قافلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو قافلہ والوں سے پوچھنے کے لئے بھیجا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں؟ اس آدمی کے استفسار پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا۔ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی دور کے راستے سے۔ پھر پوچھا کہاں جا رہے ہو تو جواب انہوں نے دیا کہ بَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ یعنی خانہ کعبہ جا رہے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ ان لوگوں میں کوئی عالم ہے؟ پھر ایک آدمی کو حکم دیا کہ ان کو آواز دیکر پوچھو کہ قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے۔ اس قافلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے انہوں نے ہی اس شخص کو جواب دیا، حضرت عمرؓ کے پوچھوانے پر کہ کونسی آیت عظیم آیت ہے کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ (البقرۃ:256)۔ (آیت الکرسی)۔ پھر پوچھا کہ قرآن کریم کی محکم ترین آیت کون سی ہے۔ تو یہ روایت میں آتا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل:91) حضرت عمرؓ نے اس آدمی سے یہ پوچھنے کا کہا کہ قرآن کی جامع ترین آیت کون سی ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ جواب دیا۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ (الزلزال:8-9) پھر پوچھو کہ قرآن کریم کی خوفناک ترین آیت کون سی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت بتائی کہ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ۔ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (النساء:124) حضرت عمرؓ فاروق نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ قرآن کریم کی سب سے امید افزا آیت کون سی ہے؟ جس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا کہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (الزّمر:54) یہ ساری باتیں سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے درمیان عبداللہ بن مسعودؓ ہیں؟ قافلہ کے لوگوں نے کہا کیوں نہیں! اللہ کی قسم ہمارے درمیان موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم تھا کہ آپ علم فقہ سے لبریز ہیں (ماخوذ از نقوش صحابہ از خالد محمد خالد ترجمہ وتہذیب ارشاد الرحمن صفحہ69-68 مطبع عرفان افضل پریس بند روڈ لاہور) اور یہ سارے جواب سن کے حضرت عمرؓ کو یقیناً پتہ لگ گیا ہوگا کہ عبداللہ بن مسعودؓ ہی ایسے عالمانہ جواب دے سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ کی قوم اور آپ کے خاندان سے ہیں۔ ان کو معاف فرما کر نرمی کا معاملہ فرمائیں شاید اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا اور تنگ کیا ہے آپ ان کی گردنیں اڑا دیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے رائے پیش کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ گھنے درختوں والا جنگل تلاش کریں اور ان کو اس میں داخل کر کے آگ لگا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی رائے سنی مگر کوئی فیصلہ نہ فرمایا اور اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگ گئے کہ اب دیکھیں کس کی رائے پر عمل ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دلوں کو اتنا نرم فرما دیتا ہے کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے دلوں کو اتنا سخت کر دیتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اور اے ابوبکر! تمہاری مثال حضرت ابراہیم جیسی ہے انہوں نے فرمایا تھا کہ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ابراھیم:37) کہ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ابوبکر تمہاری مثال حضرت عیسیٰؑ جیسی ہے انہوں نے فرمایا تھا کہ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ۔ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (المائدۃ:119) کہ اگر تو انہیں عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں، اگر تُو انہیں معاف کر دے تو یقیناً تُو کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔ اور حضرت عمرؓ کو کہا کہ تمہاری مثال حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے جیسے انہوں نے فرمایا تھا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ (نوح:27) کہ اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین میں بستا ہوا نہ رکھ اور پھر حضرت عمرؓ کو یہ بھی فرمایا کہ تمہاری حضرت موسیٰؑ جیسی مثال ہے جنہوں نے فرمایا تھا کہ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ (یونس:89) کہ اے ہمارے رب ان کے اموال برباد کر دے اور ان کے دلوں پر سختی کر پس وہ ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تم ضرورت مند ہو اس وجہ سے قیدیوں میں سے ہر قیدی یا تو فدیہ دے گا یا پھر اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کی تعمیل سے سہل بن بیضاء کو مستثنیٰ قرار دیا جائے کیونکہ میں نے ان کو اسلام کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس دن جتنا مجھے اپنے اوپر آسمان سے پتھروں کے برسنے کا ڈر لگا اتنا مجھے کبھی نہیں لگا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ہی دیا کہ اس کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ از چار عبداللہؓ از علامہ مفتی محمد فیاض چشتی صفحہ36-34 شاکر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 2017ء) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاموش رہنا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی پر محمول کیا اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اللہ تعالیٰ کی سزا کے ڈر سے ان کی حالت غیر ہو گئی۔ عجیب مقام تھا ان کا خشیت اللہ کا۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت ابن مسعود صرف جمعرات کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے جو بہت ہی مختصر اور جامع ہوتا تھا اور ان کا بیان ایسا دلچسپ اور شیریں ہوتا تھا کہ حضرت عبداللہ بن مِرداس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ جب تقریر ختم کرتے تھے تو ہماری خواہش ہوتی تھی کہ کاش ابھی وہ کچھ اور بیان کرتے۔ شام کے وقت اس وعظ میں بالعموم آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے صرف ایک حدیث سنایا کرتے تھے اور حدیث بیان کرتے وقت آپ کے جذب وشوق اور عشق رسولؐ کا منظر دیدنی ہوتا تھا۔ آپ کے شاگرد مسروق کہتے ہیں کہ ایک روز آپ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی اور جب ان الفاظ پر پہنچے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ... کہ میں نے خدا کے رسول سے سنا تو مارے خوف اور خشیت سے آپ کے بدن پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔ یہاںتک کہ آپ کے لباس سے بھی جنبش محسوس ہونے لگی۔ اس کے بعد احتیاط کی خاطر یہ بھی فرمایا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے تھے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ۔ حدیث بیان کرتے وقت آپ کمال درجہ احتیاط برتتے تھے۔ یہ اس وعید اور گرفت کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غلط احادیث بیان کرنے والوں کی پکڑ ہوگی۔

ایک اور روایت سے بھی اس احتیاط کا اندازہ ہوتا ہے۔ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آتا جاتا رہا۔ وہ حدیث بیان کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اللہ کے رسول نے فرمایا کے الفاظ کہہ کر آپ پر ایک عجیب کرب کی کیفیت طاری ہو گئی اور پیشانی سے پسینہ گرنے لگا پھر فرمانے لگے کہ اسی قسم کے الفاظ اور اس سے ملتے جلتے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ (سیرت صحابہ رسول ﷺ از حافظ مظفر احمد صفحہ284-283 نظارت اشاعت ربوہ 2009ء) آپ کی خداخوفی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاؤں اور حساب کتاب سے بچ جاؤں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیمار ہوئے تو سخت خوفزدہ ہو گئے۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کسی بیماری میں اتنا پریشان نہیں دیکھا جتنا اس میں ہیں۔ فرمانے لگے یہ بیماری مجھے اچانک آ لگی ہے۔ مَیں ابھی خود کو آخرت کے سفر کے لئے تیار نہیں پاتا اس لئے پریشان ہوں۔ آپ نے اپنی موت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دن میرے لئے آسان نہیں ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اٹھایا نہ جاؤں۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ آپ نے یہ وصیت کی اور اس وصیت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 117 ومن حلفاء بنی زھرہ بن کلاب... ''عبداللہ بن مسعودؓ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) اب بسم اللہ الرحمن الرحیم آجکل ہر ایک لکھتا ہے تو یہ خاص طور پر جو اس کا یہاں ذکر ہوا اس لئے کہ ان کو حقیقی ادراک تھا، اللہ تعالیٰ کے رحمٰن اور رحیم ہونے کا ادراک تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفات کا واسطہ دے کر یہ بات شروع کی، اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کی تاکہ اس وصیت میں کوئی بھی ایسی بات ہو جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ سکتی ہو تو رحمان اور رحیم خدا اس سے بچائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کے مالی حالات خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنے اچھے ہو گئے تھے کہ آخری عمر میں آپ نے اپنا وظیفہ لینا چھوڑ دیا تھا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد3 صفحہ 387 دار الکتب العلمیۃ بیروت) اس فارغ البالی کی حالت میں جبکہ نوّے ہزار درہم آپ کا ترکہ تھا (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 119 ومن حلفائ بنی زھرہ بن کلاب... ''عبد اللہ بن مسعودؓ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) اپنے کفن کے بارے میں یہی وصیت کی کہ وہ سادہ چادروں کا ہو اور دوسو درہم کا ہو اور وفات کے بعد حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے ساتھ دفن کیا جائے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ آپ کو رات کو دفن کیا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی تدفین کے بعد صبح ان کی قبر پر سے ایک راوی گزرے تو دیکھا کہ اس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 118 ومن حلفاء بنی زھرہ بن کلاب... ''عبداللہ بن مسعودؓ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) عقیدت کا یہ حال تھا کہ لوگوں نے رات کو ہی اس قبر کی مضبوطی کے لئے پانی چھڑکا ہوگا۔

ابوالاَحوص بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد مَیں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود کے پاس حاضر ہوا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا ابن مسعود نے اپنے بعد کوئی مثل چھوڑا ہے، ان جیسا ہے کوئی اور؟ تو انہوں نے کہا کہ ایسا ہمارے جانے کے بعد تو شاید ممکن ہو، اس وقت ہمیں ایسا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ ابھی ہمارے درمیان اس وقت کوئی نہیں، شاید بعد میں کوئی پیدا ہو جائے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 119 ومن حلفاء بنی زھرہ بن کلاب... ''عبد اللہ بن مسعودؓ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) حضرت تمیم بن حرام بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں مگر حضرت عبداللہ بن مسعود سے زیادہ دنیا سے بے رغبت اور آخرت سے رغبت رکھنے والا کسی اور کو نہیں پایا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد4 صفحہ 201 ''عبداللہ بن مسعودؓ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

دوسرے جن صحابی کا آج میں ذکر کروں گا ان کا نام حضرت قدامہ بن مظعون ہے۔ حضرت قدامہ بن مظعون حضرت عثمان بن مظعون کے بھائی ہیں اور حضرت عمرؓ کی بہن حضرت صفیہ آپ کے عقد میں تھیں۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد5 صفحہ 323-322 قدامہ بن مظعون دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) حضرت قدامہ بن مظعون کی ایک سے زائد شادیاں تھیں۔ ایک اہلیہ ہند بنت ولید تھیں جن سے عمر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔ ایک بیوی فاطمہ بنت ابوسفیان تھیں جن سے آپ کی بیٹی عائشہ پیدا ہوئیں۔ اسی طرح ام ولد کے بطن سے حفصہ اور حضرت صفیہ بن خطاب کے بطن سے حضرت رملہ پیدا ہوئیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 306 ومن بنی جمح بن عمرو... ''قدامۃ بن مظعونؓ'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) قبول اسلام کے وقت ان کی عمر انیس برس کی تھی، گویا عین جوانی میں ہی انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ہجرت مدینہ کے وقت آپ کا سارا خاندان مکّہ میں اپنے مکانوں کو بالکل خالی چھوڑ کر مدینہ چلا گیا۔ مدینہ میں حضرت عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے اس خاندان کو اپنا مہمان بنایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت قدامہ اور ان کے بھائیوں کو مستقل رہائش کے لئے قطعات زمین مرحمت فرمائے۔ (ستر ستارے از طالب الہاشمی صفحہ 67-66 البدر پبلی کیشنز لاہور) حضرت قدامہؓ ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ دونوں ہجرتوں یعنی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ میں شامل ہوئے۔ ان کو غزوہ بدر اور احد سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہونے کی توفیق ملی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد5 صفحہ 322 قدامہ بن مظعون دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)، (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 306 ومن بنی جمح بن عمرو... ''قدامۃ بن مظعونؓ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

جب حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹی چھوڑی جس کے متعلق آپ نے اپنے بھائی حضرت قدامہؓ کو تاکیدی نصیحت فرمائی۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت قدامہ دونوں میرے ماموں تھے۔ پس میں حضرت قدامہ کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیں تو آپ نے مجھ سے بات پکی کر دی، رشتہ ہو گیا۔ مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی والدہ کے پاس گئے اور انہیں مالی لحاظ سے رغبت دلائی اور لڑکی کی رائے بھی اپنی والدہ کے حق میں تھی، ایک اور رشتہ آیا اور لڑکی کی والدہ اور لڑکی کی رغبت یا رشتہ کرنے کا رجحان دوسری طرف تھا۔ یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قدامہ کو بلا بھیجا اور اس رشتہ کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ مَیں اس کے لئے رشتہ چننے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور وہ فوت ہو گیا ہے، مَیں اس کے رشتے کے لئے جو بہترین ہو گا وہی کروں گا چنانچہ میں نے جو پہلے ہاں کر دی ہے اس کو بہتر سمجھ کے کی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یتیم بچی ہے اس کی شادی اس کی مرضی سے ہوگی۔ اس کا باپ نہیں ہے، ٹھیک ہے تم نے بہترین کیا ہو گا لیکن اس بچی کی مرضی بھی پوچھو۔ دونوں رشتوں میں سے جہاں بچی کہے گی وہاں شادی ہوگی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ یہ راوی جنہوں نے پہلے خود پیغام بھیجا تھا، رشتہ دار تھے، بھانجے تھے بیان کرتے ہیں کہ میرے بجائے اس کا نکاح مغیرۃ سے کر دیا، (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد5 صفحہ 323 قدامہ بن مظعون دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) دوسرا رشتہ جو پسند تھا اس کی ماں کو اور لڑکی کو اس سے رشتہ ہو گیا۔ تو یہ عورت کی آزادی رائے تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور جو یتیم ہے اس کا خاص طور پر خیال رکھنے کو کہا کہ باپ کا سایہ اس پر نہیں ہے تو زیادتی نہ ہو جائے اس لئے لڑکی کی مرضی بہرحال دیکھی جانی چاہئے۔

حضرت قدامہ نے 36 ہجری میں 68 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد4 صفحہ 376 قدامۃ بن مظعون، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اللہ تعالیٰ یہ دین کا فہم وادراک اور اطاعت ووفا کے حقیقی نمونے اور عشق رسولؐ کے اعلیٰ معیار ان صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی حاصل کرنے، اپنانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے فتنوں کا حصہ بننے سے ہمیں ہمیشہ بچائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ اہلیہ محمود بھٹی صاحب کراچی کا ہے۔ یہ بڑا لمبا عرصہ صدر لجنہ ضلع کراچی رہی ہیں۔ 27؍ستمبر کو 93 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد کا نام ڈاکٹر غلام علی تھا اور ان کے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل تھے۔ آپ کے والد فوج میں ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے اکثر مختلف شہروں میں رہتے تھے، تبادلے ہوتے رہتے تھے۔ جہاں بھی رہتے دینی ماحول بنا لیتے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا بڑا عجیب طریق تھا۔ دینی ماحول بنا لیتے اور چند مہینوں کی تبلیغ سے آپ کے زیر اثر لوگ احمدی ہو جاتے اور پھر وہاں جماعت قائم کر کے اپنے گھر کو ہی ڈاکٹر صاحب جماعتی کاموں کے لئے سینٹر بنا لیتے۔ اور اس طرح انہوں نے بہت سی جماعتیں قائم کیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کی فیملی قادیان کے دینی ماحول میں رہے اس لئے اپنی فیملی کو قادیان میں رکھا۔ ڈاکٹر امۃ الحفیظ صاحبہ کی والدہ نے بھی اپنی تمام عمر جماعت کے لئے وقف کر دی۔ 1936ء سے قادیان کے دینی ماحول میں رہیں۔ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ نے قادیان میں میٹرک کے بعد دینیات کلاس میں درجہ رابعہ تک تعلیم پائی۔ اس دوران یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعودؓ کے درس القرآن میں باقاعدگی سے شامل ہوتی رہیں۔ جب سے ہوش سنبھالا جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد محمود بھٹی صاحب سے ہوئی اور اس رشتہ کا بھی یہ لمبا واقعہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ میں نے کشفاً دیکھا تھا کہ کس طرح لڑکی کی والدہ نے ایک خط مجھے بھیجا ہے لڑکی کے ہاتھ اور ایک رشتے کے بارے میں پوچھا ہے اور اس کا نام بتایا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہی وہ لڑکی آئی، خط آیا اور وہ ساری باتیں اسی طرح ہوئیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس رشتہ کو بھی منظور فرمایا کہ یہ نظارہ سارا میں کشفاً ابھی تھوڑی دیر پہلے دیکھ چکا ہوں اور تھوڑی دیر بعد بعینہٖ اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے دیکھا تھا چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رشتہ منظور فرمایا۔ 1948ء میں شادی کے بعد کراچی میں رہائش پذیر ہونے کے ساتھ ہی لجنہ اماء اللہ کراچی میں ان کا خدمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اپنی تعلیم بھی انہوں نے جاری رکھی اور پھر بڑی عمر میں 1972ء میں سندھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے عربی کی ڈگری حاصل کی، بڑی اچھی فرسٹ کلاس کے ساتھ۔ 1975ء میں امۃ الحفیظ صاحبہ کے شوہر افریقہ ملازمت کے لئے گئے تو وقفے وقفے سے افریقہ جاتی رہیں۔ لائبیریا ویسٹ افریقہ میں نیشنل صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر جنگ کی وجہ سے ملک چھوڑنا پڑا، واپس کراچی شفٹ ہو گئے۔ تحریک جدید کی

پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔ 1991ء میں نائب صدر اور سیکرٹری تعلیم ضلع منتخب ہوئیں اور لجنہ مرکزیہ کی طرف سے پندرہ سالہ خدمات پر جو صد سالہ جشن تشکر میں سندات دی گئیں آپ کو بھی وہ سند ملی۔ 1997ء سے مئی 2018ء تک صدر لجنہ ضلع کراچی کی توفیق پائی اور اس عرصہ میں کراچی جو بہت بڑا شہر ہے اس کے طول و عرض میں انہوں نے دورے کئے، اجتماعات کئے اور شعبہ جات کی میٹنگز کیں۔ انتظامی لحاظ سے اس کو مضبوط کیا اور اڑتالیس سے لے کر اٹھارہ تک تقریباً ستر سال کا عرصہ پر ان کی خدمات پھیلی ہوئی ہیں۔

امۃ النور صاحبہ جو اس وقت ضلع کراچی کی صدر لجنہ ہیں وہ کہتی ہیں انہوں نے ستر سال میں بھرپور خدمات انجام دیں۔ دل کی بہت نرم تھیں۔ مسکراتے چہرے سے دوسروں کو ملنا، دھیمے لہجے میں بات سمجھانا آپ کی فطرت کا ایک حصہ تھا۔ پابندی وقت آپ کا اصول تھا۔ جو کام ذمہ لیتیں اسے فوراً ڈائری میں نوٹ کر لیتیں اس خیال سے کہ بھول نہ جائیں۔ پھر کام ہونے پر متعلقہ شعبہ کو فوری فون کر کے بتاتیں مرکز سے جو ہدایت یا پیغام آتا کوشش ہوتی کہ اسی وقت متعلقہ شعبہ کو بتا دیں اور دفتر کھلنے کا انتظار نہ کریں اور ہمیشہ وفا کے ساتھ انہوں نے اپنے کام کو بھی نبھایا اور خلافت سے بھی کامل وفا اور اطاعت کا نمونہ دکھایا۔

امۃ الباری ناصر صاحبہ نے بھی ان کے ساتھ کام کیا انہوں نے یہی لکھا ہے کہ بڑی محبت سے کام لیتی تھیں۔ کوئی افسرانہ انداز نہیں تھا۔ ان کے زمانے میں کراچی کی طرف سے پچاس کتب کی اشاعت ہوئی اور فارسی کتاب، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے وہ بھی کراچی کی لجنہ کو ان کی صدارت میں ہی شائع کرنے کا موقع ملا۔ بڑی تحمل مزاج تھیں اور امۃ الباری صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے خیال میں ان کی سب سے بڑی خوبی ان کا صبر اور تحمل تھا۔ بہت معاملہ فہم تھیں خاص طور پر عائلی جھگڑوں کو سلجھانے میں دونوں طرف کی بات سن کر مناسب نصیحت کرتیں اور کوشش کرتیں کہ معاملات سلجھ جائیں اور یہی آجکل کے مسائل ہیں ہماری جماعت میں بھی۔ عائلی جھگڑے بہت زیادہ ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ فریقین کو بھی عقل دے کہ آپس میں سلجھا لیا کریں اور عہدیداروں کو بھی عقل دے کہ ان کو سلجھانے میں حقیقی کردار ادا کرنے والے ہوں۔

ان کی بہو لکھتی ہیں کہ ہم بہوؤں کو بیٹیوں کی طرح رکھا اور ہم بلا جھجک آپ سے اپنے مسائل کی بات کر لیا کرتی تھیں۔ اسی طرح وہاں لجنہ کی جنرل سیکرٹری صاحبہ بھی لکھ رہی ہیں کہ دفتر چلاتے ہوئے بالکل ایک برابری کے ساتھ ہمارے ساتھ کام کرتیں اور بڑی رہنمائی کرتیں۔ پھر ان کی بہو لکھتی ہیں کہ قرآن کریم پڑھانے کی طرف خاص توجہ تھی۔ اپنے پوتے پوتیوں کو قرآن کریم پڑھایا، دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔ ملازمین سے، غریبوں سے بھی حسن سلوک رکھتی تھیں بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے گھر والوں کا بھی خیال رکھتیں اور ہمیشہ ان کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ہے عدنان ویںڈن بروک (Adnan Vandenbroeck) صاحب کا جو بیلجیم کے نیشنل سیکرٹری امور خارجہ تھے۔ 29؍ستمبر کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد رضوان ویںڈن بروک صاحب بیلجیم جماعت کے پہلے بیلجیئن احمدی تھے جنہوں نے ساٹھ کی دہائی میں بیعت کی تھی۔ عدنان صاحب نے اپنے باپ کی وجہ سے احمدیت قبول نہیں کی بلکہ تحقیق کی اور انہوں نے کہا مَیں تحقیق کرنا چاہتا ہوں اور تحقیق کے بعد 1994ء میں بیعت کی اور احمدی ہونے کے بعد عدنان صاحب بہت ایکٹو ہو گئے تھے، تبلیغ کے میدان میں بھی خاص طور پر بہت آگے آ گئے تھے۔ 1998ء میں ایک دفعہ بیلجیم میں تبلیغی مجلس ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو کہا تھا کہ میرے پاس یہ ایسا ٹرانسلیٹر ہے جو انگریزی سے فرانسیسی میں بھی ترجمہ کر سکتا ہے اور ڈچ میں بھی ترجمہ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ایسی مجالس میں یہ کافی مددگار ہوتے تھے۔ ڈاکٹر ادریس صاحب بیلجیم کے امیر جماعت لکھتے ہیں کہ ان کو کینسر کا مرض لاحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اس میں بہتری آنی شروع ہوئی۔ دوبارہ انہوں نے مشن ہاؤس آنا شروع کر دیا اور یہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے میں بہتر ہو گیا ہوں کیونکہ اس مرض کے جو دوسرے مریض تھے ان میں سے تقریباً سب ہی فوت ہو گئے۔

جو بیلجیم کی پبلک ریلیشن کی ٹیم تھی اس کے شروع سے ہی ممبر تھے۔ بعد میں پھر 2016ء میں مَیں نے ان کو نیشنل سیکرٹری امور خارجہ مقرر کیا اور بڑی مستعدی سے یہ خدمات بجا لاتے رہے۔ جماعت کو حکومتی لیول پر متعارف کرانے میں ان کا بڑا کردار تھا۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بیماری کے باوجود میرے ساتھ حکومتی اداروں میں جایا کرتے تھے اور امور خارجہ کے حوالے سے جو خط و کتابت ہوتی تھی اسے باوجود بیماری کے ہسپتال سے بھی کرتے رہتے تھے۔ آخری وقت میں بھی بیلجیم میں ترجمانی کی ڈچ ٹیم کے بھی انچارج تھے۔ بڑی محنت سے انہوں نے بعض کتب کے ترجمے بھی کئے، خطبات کے ڈچ ترجمے کو بھی فائنل ریویو کیا کرتے تھے اسی طرح تمام پریس ریلیزز کے ڈچ ترجمے کو بھی ریویو کیا کرتے تھے۔ اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ میرے مختلف سفروں کے دوران عدنان صاحب اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ یہ بیماری میرے لئے رحمت ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس دوران مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھنے کی توفیق ملی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر میرے ایمان میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی تھے۔ آخری ایام میں اپنے بڑے بھائی کو تلقین کرتے رہے کہ تم دنیاداری کم کرو اور جماعت کو زیادہ وقت دیا کرو اور امیر صاحب کہتے ہیں مجھے بھی کہتے تھے کہ میرا بھائی شعبہ امور خارجہ میں کافی مفید ہو سکتا ہے اس حوالے سے اس سے خدمات لیا کریں۔ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ ان کے خاندان میں احمدیت عدنان صاحب کے والد کی وجہ سے آئی جو سات سال عراق میں رہے جہاں انہیں قرآن کریم پڑھنے کا موقع ملا اور وہیں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ ہالینڈ آئے تو ان کی ملاقات امام بشیر صاحب سے ہوئی اور اس تبلیغ کے نتیجہ میں موصوف احمدیت میں شامل ہوئے۔ ایک دفعہ بیلجیم میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ عدنان صاحب کی والدہ کہتی ہیں کہ ان کے والد کو دنیاوی چیزوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا عدنان بھی والد کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ نماز کا پابند، جماعت کی خدمت کرنے والا، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والا اور خطبہ جمعہ ہر ہفتہ خود سنتا اور اپنے بچوں کو بھی سنواتا تھا۔ آپ جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ خلافت سے ان کا بہت گہرا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور جماعت کو اور ایسے جانثار عطا فرماتا چلا جائے۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور بیٹی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی دین پر قائم رکھے اور ایمان میں مضبوطی دے اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ (ایک تجزیہ)

......از صفحہ نمبر 4

اختیار سے تجاوز کی ایک واضح مثال ہے۔ اگر ایک آئینی ترمیم کو اس صورت میں بھی غیر قانونی نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ آئین کی بنیاد ہی کو منہدم کر رہی ہو تو جو قوانین اس ترمیم کے نتیجہ میں بنیں گے وہ بھی عدالت کے جائزہ کے دائرہ سے بالا ہوں گے اور عدالتیں بے بس ہوں گی کہ ان کو ختم کر سکیں۔ اس صورت میں آرٹیکل 13 ایک مردہ دستاویز بن جائے گا اور عام قوانین بھی عدالت کے جائزہ سے بالا ہوں گے کیونکہ انہیں کسی ترمیم کی پشت پناہی حاصل ہے اور اس ترمیم کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح بنگلہ دیش کی سپریم کورٹ نے ایک مقدمہ کی سماعت کے بعد جو فیصلہ دیا اس میں لکھا:

"Basic structural pillars of the Constitution cannot be changed by amendment."

ترجمہ: آئین کے بنیادی ستونوں کو ترمیم کے ذریعہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

(Anwar Hossain Chowdhury Vs. Bangladesh, 1989, 18 CLC (AD))

اس موضوع پر بہت سی بحثیں ہو چکی ہیں اور اب بھی یہ بحث جاری ہے لیکن یہ امر قابل توجہ ہے کہ برصغیر کی تینوں پارلیمانی جمہوری ممالک کی سپریم کورٹس کا آخری فیصلہ یہی ہے کہ پارلیمنٹ کے پاس آئین میں ترمیم کرنے کا غیر محدود اختیار نہیں ہے۔

پاکستان کے آئین میں بنیادی حقوق کے باب کے آغاز پر ہی یہ پابندی درج ہے:

(۱) کوئی بھی قانون، یا رسم یا رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو، تناقض کی اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

(۲) مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔

اور اس باب میں ہی مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا۔

آخر میں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ اس قرارداد کی منظوری سے قبل وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ پاکستان میں ہر شخص کو اپنا مذہب profess کرنے کی آزادی ہے۔ اور سوال و جواب کے پہلے روز اٹارنی جنرل صاحب نے بھی یہی نظریہ پیش کیا تھا کہ اگر آئین میں جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے تو اس سے ان کے اپنے مذہب کو profess کرنے کے حق پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ [کارروائی سپیشل کمیٹی 1974ء صفحہ 129]۔ Profess کا مطلب ہے:

Affirm one's faith in or allegiance to a religion or set of beliefs

اردو میں اس کا مطلب ہے کہ دعویٰ کرنا اور اقرار کرنا۔

اگر آئین میں ترمیم کر کے قانون اور آئین کی اغراض کے لئے ایک فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو کم از کم سرکاری کارروائی میں یا سرکاری کاغذات میں وہ اپنے آپ کو مسلمان درج نہیں کر سکیں گے۔ احمدیوں کا مذہب کیا ہے؟ یہ فیصلہ اور اس کا اعلان کرنے کا حق بھی انہی کا ہے۔ اگر انہیں اس سے روکا جائے گا تو ان کا اپنے مذہب کو profess کرنے کا حق بحرحال متاثر ہوگا۔ اور اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ میں احمدیوں کے اُن بنیادی حقوق پر پابندی لگانے کا ذکر بار بار کیا گیا ہے جو آئینِ پاکستان کے باب اوّل میں درج ہیں۔

.... (جاری ہے)

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی

خدمت دین و خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں

عظیم الشان اور روز افزوں ترقیات اور الٰہی نصرت و تائید کے روشن نشانات سے معمور

خلافت خامسہ کے مبارک دَور کے ابتدائی پندرہ سال

(چند جھلکیاں اعداد و شمار کے آئینہ میں)

فضل الرحمان ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ یُوکے + اویس احمد نصیر۔ مربی سلسلہ

قسط نمبر 5

ایم ٹی اے 3 العربیۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1902ء میں الہام ہوا تھا کہ یُنَادِی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ یہ الہام اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا گیا۔ یہ الہام عربی زبان میں تھا تو خلافت خامسہ میں ظاہری طور پر بھی اسی زبان میں اہل عرب تک مسیح الزمان کا پیغام پہنچنا شروع ہوا اور ایک نئے عربی چینل کا اجراء ہوا۔

23 مارچ 2007ء کا دن اہل عرب کی تاریخ کے حوالے سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے 3 العربیہ کا افتتاح فرمایا اور اس عظیم الشان چینل کے ذریعہ خدائی نور نے سرزمین عرب کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا اور سلطان حرف و حکمت مسیح الزمان کا پیغام عربوں کے گھر گھر پہنچ گیا اور عرب ممالک میں دعوت الی اللہ کی پابندیوں کے باوجود ایم ٹی اے 3 العربیہ نے داعی اعظم کا کام کر دکھلایا اور خدا کے فضل سے سعید فطرت لوگوں نے امام الزمان کو قبول کیا اور آج بھی کرتے جا رہے ہیں۔ اس طرح 23 مارچ 2014ء کا دن بھی اہل عرب کے لئے ایک عظیم دن تھا جب جماعت احمدیہ کے قیام پر 125 سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے عربی زبان میں ولولہ انگیز، روح پرور، تاریخ ساز اور حد درجہ بصیرت افروز خطاب فرمایا جسے لاکھوں عربوں نے سنا۔ (یہ خطاب الفضل انٹرنیشنل 16 مئی 2014ء میں شائع ہوا ہے۔)

ایم ٹی اے 3 العربیہ کا افتتاح

23 مارچ 2007ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے ایم ٹی اے 3 العربیہ کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح کے چند دنوں کے بعد 6 مئی 2007ء کو باقاعدہ طور پر اس چینل کی نشریات کی مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد ہوا جس کی صدارت پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمائی۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''ایم ٹی اے کے ذریعہ سے عرب ممالک کے لئے جو ایک نیا اجراء ہوا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ ہو رہا ہے اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مبارک سو مبارک دی ہے۔ اس کے لئے تمام عرب دنیا کے احمدی اور تمام وہ لوگ جو MTA پر اپنا وقت دیتے ہیں اور اس خدمت پر مامور ہیں ان کے لئے بھی مبارکباد ہے اور یہ خوشخبری بھی ہے کہ یہ جو تمہاری کوششیں ہیں انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک ہو کہ یہ کامیابی کی طرف جو قدم چلے ہیں اور جماعت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کی یہ پروازیں جو چل پڑی ہیں یہ بہت جلد انشاء اللہ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔''

حضور انور نے فرمایا: ''پس یہ ایم ٹی اے 3 کا جو چینل ہے یہ بھی خدائی تائیدات کا ایک نشان ہے اور یہ چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا۔ پس اس بات کو ہمیں اور زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دلانے والا بنانا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم ان دعاؤں کی طرف توجہ دیتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہوئے، اس کا فضل مانگتے ہوئے، ان ترقیات کو جلد سے جلد حاصل کرنے والے بن جائیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری 2011ء صفحہ 3)

ایم ٹی اے العربیہ شروع ہونے پر عربوں کے تأثرات

ایم ٹی اے 3 العربیہ کے اجراء کے بعد جن کلمات میں اہل عرب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

☆ **مکرم خالد سعید التمیمی صاحب** یمن سے لکھتے ہیں: میں قاہرہ میں پڑھ رہا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ لیکن اتفاق سے آپ کا چینل دیکھا۔ پھر وہی میری توجہ کا مرکز بن گیا اور دن رات احمدیت کے بارے میں غور کرتا رہتا ہوں۔ میں حق تک پہنچنا چاہتا ہوں۔

☆ **مکرم عبد اللہ صاحب** عراق سے لکھتے ہیں: میں عراق کی ایک غریب سی بستی کا باشندہ ہوں۔ Law میں ڈگری کی ہوئی ہے۔ **الحوار المباشر** اور **أجوبة عن الایمان** اور خطابات اور قصائد کے ذریعہ آپ کی جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کی بلندیٔ فکر کا پتہ چلا۔ جب مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے پیغام کو سمجھنے کی توفیق ملی تو میں نے دیکھا کہ میری فطرت نے اسے قبول کیا ہے۔ جب میں نے اس بات کا اظہار سرعام کرنا شروع کیا تو بعض متکبر مولویوں کے ہاتھوں مجھے ظلم کا نشانہ بھی بننا پڑا۔ مجھے آپ کے علاوہ اور کہیں جائے رحمت اور جائے پناہ نظر نہیں آتی۔ میری کیفیت اس پیاسے کی سی ہو رہی ہے جو صحرا میں صاف پانی کو ترس رہا ہو۔

☆ **خالد محمد صاحب** اردن سے لکھتے ہیں کہ: میں دو تین ماہ سے آپ کے چینل کے پروگرام دیکھ رہا ہوں۔ جس دن سے ہمیں اس چینل کا پتہ چلا ہے اس دن سے ہمارے گھر میں اس کے علاوہ اور کوئی چینل نہیں دیکھا جاتا۔ میں پورے طور پر جماعت کی صداقت سے مطمئن تھا پھر بھی استخارہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا کہ یہ جماعت حق پر ہے اور خدا گواہ ہے کہ میں نے آپ کے چینل سے سن کر شرائط بیعت لکھ لی ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

☆ **مکرم سامر اسلامبولی صاحب** شام سے لکھتے ہیں: آپ کا عربی چینل شروع ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے مشرق اور مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کو ایک فتح مبین اور عظیم الشان نصرت نصیب ہوئی ہے... آپ نے وہ کام کر دکھایا ہے جس کے کرنے سے بیسیوں مفکرین اور سینکڑوں کتب اور تحقیقات قاصر ہیں۔ اب آپ ہر گھر میں داخل ہو چکے ہیں اور ہر فیملی کا ایک فرد بن گئے ہیں۔

☆ **مکرم صابر خمیلہ صاحب** آف الجزائر اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: آپ میری اس خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے جو مجھے ایم ٹی اے کے پروگرامز اور ان کی کوششوں کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے جو آپ ان غلط اور فرسودہ مفاہیم کو بدلنے کے لئے کر رہے ہیں جو دین کی بجائے خرافات کے زیادہ قریب تھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 جنوری 2011ء ص 4)

☆ **مکرم عبد القادر احمد صاحب** یمن سے لکھتے ہیں کہ دو سال سے ایم ٹی اے دیکھ رہا ہوں۔ ان سب سوالوں کے جوابات مل گئے ہیں۔ جن کا جواب جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی کے پاس نہ تھا۔ پہلی دفعہ ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر دل کو تسلی ہوگئی کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد متعدد مبشر خوابیں دیکھیں۔

(خطبہ جمعہ 29 اپریل 2011ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 مئی 2011ء ص 7)

☆ پھر ایک عرب ملک کے **احمد صاحب** ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں پہلی مرتبہ آپ سے ہمکلام ہو رہا ہوں۔ پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کی تفاسیر احسن ترین تفاسیر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ تک یہ خوشخبری بھی پہنچانا چاہتا ہوں کہ آپ کے اس چینل کو دنیا میں عربی بولنے والے ملینز کی تعداد میں دیکھتے اور سنتے ہیں اور اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے کیونکہ میں نے بیشمار لوگوں سے اس بارے میں سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (ایضاً)

☆ پھر ایک عرب دوست ہیں **عبد اللہ صاحب**، لکھتے ہیں تقریباً دو سال قبل میں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ ایم ٹی اے 3 العربیہ مل گیا۔ شروع میں تو کوئی توجہ نہیں دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''**الحوار المباشر**'' اور ''**لقاء مع العرب**'' پروگرامز میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیر قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی تھی۔ قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر روز بروز بصیرت میں اضافہ ہونے لگا۔ اور یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے نئی پیدائش ہو رہی ہے۔ دعا اور نماز کا حقیقی ادراک نصیب ہوا اور میرے دل نے گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہی مسیح موعود اور امام مہدیؑ ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں دعوت الی اللہ شروع کر دی۔ مگر وہ بالمقابل قصے کہانیاں اور خرافات پیش کرتے۔ میں نے ایم ٹی اے سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ حقیقت میں یہ سب علوم وہی خزائن ہیں جو مسیح موعودؑ لٹانے آئے تھے۔ پس مبارک ہو اسے جو سنے سمجھے اور قبول کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ کی الحوار المباشر میں تشریف آوری

جون 2008ء کا پروگرام **الحوار المباشر** 27 مئی کو منائے جانے والے صد سالہ یوم خلافت کے فوراً بعد آیا تھا اور اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تاریخی روحانی خطاب کی عظیم تاثیر ہر احمدی کے قلب و ذہن میں تازہ تھی۔ اس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ماہ جون کے الحوار المباشر میں ''خلافت احمدیہ'' کے موضوع پر بات کی جائے اور عربوں کو نظام خلافت، اس کی اہمیت، برکات اور خلفائے احمدیت کی سیرت اور کارناموں کے بارہ میں بتایا جائے۔ اس تاریخی موقعہ پر شرکائے **اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر** کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں اس پروگرام میں رونق افروز ہونے اور عربوں کو براہ راست مخاطب فرمانے کی درخواست کی گئی۔ صد سالہ خلافت جوبلی کے ان ایام میں حضور انور کی مصروفیت عام دنوں سے بہت زیادہ تھی اس لئے اس پروگرام میں حضور انور کی تشریف آوری کی توثیق نہ ہو سکی۔ پروگرام کے پہلے تین دن گزر چکے تھے اور یہ 8/جون 2008ء کا دن تھا جو کہ اس ماہ کے **الحوار المباشر** کا آخری دن تھا۔ اس دن حضور انور مسجد بیت الفتوح میں کسی فنکشن کے سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے اپنے بھائی منیر عودہ صاحب کے ذریعہ حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست عرض کی جسے قبول فرماتے ہوئے حضور انور اس پروگرام میں تشریف لائے اور تقریباً 16 منٹ تک تشریف فرما رہے جس میں عربوں کو خطاب فرمایا اور ایک فون کال بھی سماعت فرمائی۔

(مصالح العرب جلد 2 ص 427)

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (افریقہ)

یکم اگست 2016ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل افریقہ کا افتتاح فرمایا۔ 2016ء میں ماریشس میں ایم ٹی اے افریقہ کا پہلا سٹوڈیو مکمل ہوا۔ 2017ء میں گھانا میں ''وہاب آدم سٹوڈیو'' کے نام

سے ایک نیا اور جدید سٹوڈیو کمپلکس قائم ہوا۔ ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ بھی دعوت الی اللہ میں کافی وسعت پیدا ہوئی اور خدا کے فضل سے سعید روحوں کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کا موقع مل رہا ہے۔

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (افریقہ) کے ذریعہ بیعتیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ ہونے والی بیعتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مبلغ انچارج کیمرون لکھتے ہیں کہ کیمرون کے تیس چھوٹے بڑے شہروں میں ایم ٹی اے کیبل سسٹم کے ذریعہ براہ ست دیکھا جاتا ہے۔ چھ کروڑ سے زائد افراد ایم ٹی اے سے استفادہ کر رہے ہیں اس سے کیمرون میں ایک نئی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

کیمرون سے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ویسٹرن ریجن کے ایک گاؤں مٹا کے چیف سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ان کے قریبی گاؤں ماگبا میں کیبل پر ایم ٹی اے چلتا ہے اور میں باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے اس گاؤں جاتا ہوں۔ ایم ٹی اے دیکھنے سے میرے اندر ایک روحانی اور اخلاقی تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور اب میں اپنے لوگوں کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکا ہوں اور باقاعدگی سے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مخلص جماعت ہے یہ۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء)

☆ برکینا فاسو سے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی ایک سماجی تنظیم کے دفتر کے نمائندے ہمارے پاس آئے اور جماعت کے بارے میں پوچھنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ میں آپ کا چینل ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتا ہوں۔ میں نے امام جماعت کے تمام پروگرام جو آپ کے چینل پر نشر ہوتے ہیں دیکھے ہیں۔ انہوں نے پھر اپنی کاپی کھولی اور دکھایا کہ میں خلیفۃ المسیح کے خطابات اور خطبات کے باقاعدہ نوٹس بھی لیتا ہوں۔ کہنے لگے کہ آج دنیا جس تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے ہر طرف قتل و غارت ہے ان حالات میں ہمارے مذہبی لیڈر اور سیاستدان یہی کہتے پھرتے ہیں کہ یہ بہت برا ہو رہا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جبکہ آپ کے خلیفہ ان چیزوں کی صرف باتوں سے ہی مذمت نہیں کرتے بلکہ اسلام کی صحیح تعلیم بھی پیش کرتے ہیں اور اس کی تلقین بھی دوسروں کو کرتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں۔ کہنے لگے کہ مَیں جب بھی گھر واپس آتا ہوں تو سب سے پہلے ایم ٹی اے ہی لگاتا ہوں باقی چینلز پر تباہی کی خبریں ہیں جبکہ ایم ٹی اے پر امن کا پیغام چل رہا ہے۔ (ایضاً)

احمدیہ ریڈیو اسٹیشنز

2017ء تک احمدیہ ریڈیوز کی تعداد اکیس تھی جن میں مالی میں پندرہ، برکینا فاسو میں چار، سیرالیون میں پہلے فری ٹاؤن میں ایک ریڈیو اسٹیشن تھا 2017ء میں بو میں دوسرا اسٹیشن قائم کیا گیا۔ ان کے ذریعہ سے روزانہ کئی گھنٹے کی نشریات پیش کی جاتی ہیں۔ یہ نشریات فرنچ، جولا، عربی اور دیگر کئی زبانوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ (ماخوذ از دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء)

ریڈیو کے ذریعہ پاک تبدیلیوں اور بیعتوں کے ایمان افروز واقعات

بورکینا فاسو کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بوبو جلاسو جہاں ریڈیو ہے اس سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور خاوند نے بیوی کو گھر سے نکال دیا۔ کہتے ہیں کہ اپنے چند ماہ کے بچے کو لے کر وہ عورت سیدھی بوبو جلاسو جہاں ہمارا ریڈیو سٹیشن ہے وہاں آ گئی کہ میری مدد کریں۔ تو وہاں سے جماعت کا ایک وفد اس خاتون کو لے کر ان کے گھر پہنچا اور جب اس کے خاوند کو معلوم ہوا کہ جماعت کا وفد آیا ہے تو اس نے اس وقت بغیر کچھ کہے صلح صفائی کی اور کہا کہ آپ کا آنا جو ہے یہی میرے لئے کافی ہے۔ آپ کا ریڈیو سنتا ہوں اور مجھے علم ہے کہ آپ سچے لوگ ہیں۔ مجھے معاف کر دیں اور بیوی سے راضی ہو گیا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء)

پھر ہمارے ایک مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ میں ریڈیو کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے جن کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے، منہ سے بولنا مشکل تھا۔ پانی وغیرہ پلایا تو کہنے لگے کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں اور بیعت فارم پُر کرنے کے بعد کہنے لگے کہ مَیں اس محلہ میں آج سے تقریباً 15 سال قبل مشن کے قریب ہی آباد تھا۔ اس وقت یہاں ایک بہت ہی پرانا اور بہت ہی بڑا درخت تھا جو کہ 1994ء میں خود سوکھ کر گر گیا تھا۔ کہتے ہیں اس وقت میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس درخت کے قریب ہی ایک بہت اونچا لوہے کا کھمبا لگا ہوا ہے جس کو تاروں کے ذریعہ جکڑا ہوا ہے اور اس کھمبے کے نیچے دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں جو کچھ بولتے ہیں اور اس کھمبے میں کچھ روشنی پیدا ہوتی ہے جو نیچے سے اوپر جاتی ہے اور اوپر جا کر سبز شعاعوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اس سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز آ رہی ہے اور ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد خواب ختم ہو گیا۔ یہ خود بھی اس عرصہ میں وہاں سے شفٹ کر گئے، کہیں اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دو ماہ پہلے جب میں واپس آیا تو دوسرے محلہ میں تھا۔ وہاں اتفاقاً انہوں نے ایک دن احمدیہ ریڈیو سنا لیکن ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ریڈیو کس طرف ہے؟ خیر پوچھ پوچھ کر وہ آئے تو جب وہ ہمارے ریڈیو سنٹر کے قریب پہنچے تو ریڈیو کا جو انٹینا تھا، لمبا کھمبا نظر آیا اور وہ کہتے ہیں یہ بالکل اس کے مشابہ تھا جو منظر میں نے دیکھا تھا۔ اور جب وہ ریڈیو سٹیشن میں داخل ہوئے تو وہ چھوٹے سے دو کمرے ہیں کوئی اتنا بڑا ریڈیو سٹیشن نہیں ہے۔ شاید دو کمروں کا کُل سائز 12X12 کا ہو۔ تو بہرحال کہتے ہیں اس کمرے میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے اور اُس وقت ریڈیو پر یہ نظم لگی ہوئی تھی کہ ''ہے دستِ قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ''۔ کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر مجھ پر رِقّت طاری ہو گئی اور سب سے پہلے انہوں نے مسجد میں جا کر شکرانے کے دو نفل پڑھے اور پھر بیعت کر لی۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء)

ڈنمارک کے اخبار میں جب توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت ہوئی اور جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت پر خطبات کا سلسلہ شروع کیا تھا تو امیر صاحب بورکینا فاسو کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے یہ خطبات لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنے ریڈیو پر نشر کئے۔ ان خطبات کو سن کر ایک عیسائی شخص نے کہا کہ اگرچہ مذہباً عیسائی ہوں۔ لیکن جس عمدہ انداز سے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننے کو ملا ہے اِس سے میرا دل اسلام سے قریب ہوا ہے۔ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر آج مجھے دکھائی گئی ہے اگر یہ واقعی سچ ہے تو خدا کی قسم اسلام جیسا مذہب دنیا میں کوئی نہیں۔ کہتے ہیں اِن کے گرد بہت سے مسلمان بیٹھے تھے۔ اس عیسائی نے کہا کہ آج اگر میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوتا ہوں تو سوائے احمدیت کے میں کہیں اَور نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب بھی اِن کا پیغام سنا ہے دل ہمیشہ مطمئن ہوا ہے۔ مولویوں نے اُن کو اتنا پکا کیا ہوا ہے کہ جو مسلمان اُن کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے کہا احمدیت تو عیسیٰ علیہ السلام کو مارتی ہے آپ کیسے اُن کو سچا مان رہے ہیں؟ اُس نے کہا کہ جو کچھ آج میں نے سن لیا ہے اِس نے میرے دل کو پھیرا ہے۔ اِس سے قبل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا اور ہمیشہ اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو terrorist سمجھتا تھا۔ آج کے پروگرام نے مجھے حقیقی چہرہ دکھایا ہے اور میرا دل بدل دیا ہے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء)

بینن کے شمال میں 615 کلومیٹر دور ایک شہر داسا پیانکو ہے جہاں کا ریڈیو اس سارے علاقے کو کور کرتا ہے۔ وہاں کے مبلغ ..... ہر جمعہ کے دن میرا خطبہ نشر کرواتے ہیں۔ تبلیغی پروگرام بھی کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ایک دن ایک غیر احمدی مُلّاں نے ریڈیو سے وقت لے کر ہمارے خلاف زہر اگلا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ دورانِ پروگرام ہی اس شہر کے بادشاہ نے چیف نے ریڈیو والوں کو فون کیا کہ ہم جماعتِ احمدیہ کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔ احمدی تو اپنے پروگراموں میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں جبکہ مُلّاں فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے اس کو بند کیا جائے۔ اس پر ریڈیو والوں کو اس مُلّاں کا پروگرام بند کرنا پڑا اور پھر وہ وفد بن کر جماعت کے پاس معافی مانگنے آئے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء)

بینن کے ریجن پوبے (Pobe) کے ریڈیو پر جماعت احمدیہ کا ہفتہ وار، تبلیغی تربیتی پروگرام چلتا ہے۔ لوکل مشنری یحییٰ صاحب یہ پروگرام کرتے ہیں۔ چند دن پہلے ہی ایک پروگرام قرآنِ کریم اور بائبل کے حوالوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے نبی ہونے اور خدا کا بیٹا نہ ہونے پر ہوا۔ ایک پادری نے ریڈیو والوں کو فون پر دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ یہ پروگرام بند کریں۔ عیسائیت کی ساری عمارت زمین پر آ گری ہے۔ اسے بند کریں ورنہ ریڈیو کو نقصان پہنچائیں گے۔ ریڈیو کے مالک پر اس قدر پریشر تھا کہ ہمارا پروگرام جو ایک گھنٹے کا تھا درمیان میں بند کروا دیا گیا۔ جس پر ہمارے ریجنل مبلغ..... نے ریڈیو والوں سے اس پادری کا فون نمبر لے کر رابطہ کرنا چاہا تو پادری صاحب نے بات سننے سے انکار کر دیا۔ جب ہم نے ریڈیو کے ڈائریکٹر کو ساری تفصیل بتائی کہ ہم نے جو بھی بات کی ہے قرآنِ کریم اور ان کی مقدس کتاب بائبل سے کی ہے اور اپنا تو کچھ بھی بیان نہیں کیا۔ تو ڈائریکٹر صاحب نے ساری بات سمجھ کر اس پادری صاحب سے خود رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ پادری کے رویّہ اور جماعت احمدیہ کی سچائی کا اس ڈائریکٹر پر اتنا اچھا اثر ہوا کہ انہوں نے ہماری اسی قیمت میں وقت ایک گھنٹہ سے بڑھا کر دو گھنٹہ کر دیا۔ بلکہ ڈیڑھ گھنٹے کا پروگرام فری بھی چلایا۔ اور اللہ کے فضل سے پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کا موقع مل گیا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2010)

امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے ہمارے دونوں ریڈیو سٹیشن پر رمضان کے حوالے سے بہت اچھے پروگرام ہو رہے ہیں۔ ججنی (Didieni) کے علاقے میں ریڈیو کے ذریعے ہر طرف احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں تینتالیس ہزار چار سو بہتّر بیعتیں ہو چکی ہیں اور بہت سے گاؤں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ احمدی ہیں لیکن ہم ابھی تک اُن تک نہیں پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو ثباتِ قدم عطا فرمائے اور ایمان و اخلاص میں ترقی کرنے والے بنیں۔ ہمارا دوسرا ریڈیو اسٹیشن بماکو (Bamako) میں ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ریڈیو کی رینج تین ملین لوگوں تک ہے۔ ہم رمضان میں چوبیس گھنٹے کی نشریات پیش کر رہے ہیں۔ ان کو بہت کثرت سے لوگ سن رہے ہیں اور ان پروگراموں کا بہت گہرا اثر ہو رہا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2012ء)

امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ دِڈُگو ریجن کے گاؤں سنابا (Sanaba) میں وہاں کے ریجنل مشنری ..... گئے تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا لوگ احمدیہ ریڈیو سنتے ہیں؟ تو وہاں موجود ایک ممبر نے کہا کہ ریڈیو ہماری اور ہمارے بچوں کی بھی تربیت کر رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ جب ریڈیو پر اذان لگائی جاتی ہے تو ہمارے بچے ہمیں کہتے ہیں کہ مسجد چلیں، نماز کا وقت ہو گیا ہے احمدیہ ریڈیو پر اذان آ گئی ہے۔ اس طرح ریڈیو ہماری تربیت کر رہا ہے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2012ء)

مالی سے ہمارے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دن ریڈیو پر ایک شخص نے فون کیا جو مسلسل روئے جا رہا تھا اور خاکسار سے معافی مانگ رہا تھا۔ جب میں نے اُس سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اتنے روتے کیوں ہو؟ جواب دیا کہ میں جماعت کے خلاف بہت بدزبانی کیا کرتا تھا کیونکہ مجھے جماعت احمدیہ کے متعلق بہت بری باتیں بتائی گئی تھیں اور میرے دل میں جماعت کے خلاف شدید نفرت تھی۔ مگر اب آپ کا ریڈیو سننے کے بعد مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے۔ مَیں جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء)

پھر مالی سے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک خاتون مریم صاحبہ آئیں اور انہوں نے بتایا کہ وہ احمدیہ ریڈیو باقاعدگی سے سنتی ہیں اور جو اسلام ہم پیش کر رہے ہیں وہ ان کے لئے بالکل نیا ہے۔ انہوں نے آج تک ایسی خوبصورت تعلیم نہیں سنی اور انہیں اب پتہ لگا ہے کہ اسلام اتنا خوبصورت مذہب ہے۔ اور اس پر انہوں نے ایک ہزار فرانک سیفا چندہ بھی دیا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء)

ریڈیو پروگراموں کی مخالفت اور مخالفین کی ناکامی

ریڈیو پروگراموں کی مخالفت اور مخالفین کی ناکامی بھی ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہے۔ مبلغ صاحب لکھتے ہیں، کونگو کنشاسا کے صوبہ باندوندو کے ڈسٹرکٹ اِنونگو (Inongo) کے دورے پر گئے۔ مقامی ریڈیو پر پینتالیس منٹ کا ایک براہِ راست پروگرام کیا اور اسلام کی تعلیم بیان کی۔ پروگرام کے اگلے روز مقامی ریڈیو کے مالک کے پاس سنی مسلمانوں کا ایک وفد آیا اور اُنہیں پیشکش کی کہ اگر تم جماعت احمدیہ کے مبلغین کو آئندہ اپنے ریڈیو پر نہ آنے دو تو ہم تمہیں تمہارے آن ایئر وقت کی دگنی قیمت دیں گے۔ ریڈیو کے مالک نے کہا کہ چاہے تم ہمیں دس گنا زیادہ دو، تب بھی ہم تمہارے دباؤ اور رقم کے لالچ میں آ کر جماعت کو اسلام کی خوبصورت تعلیم بیان

کرنے سے نہیں روکیں گے۔ تم لوگ یہاں ایک عرصہ دراز سے رہ رہے ہو لیکن تمہیں کبھی اسلام کی تعلیم بیان کرنے کا خیال نہیں آیا اور آج جماعت احمدیہ آئی ہے تو تم لوگ پیسے لے کر آ گئے ہو۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء)

پھر مالی کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ سیکاسَو میں ریڈیو شروع ہونے کے بعد شدید مخالفت کا سامنا تھا اور مخالفین کی طرف سے ریڈیو بند کروانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر ایک دن سیکا سَو جماعت کی عاملہ کی میٹنگ بلوائی گئی۔ صدر صاحب نے بتایا کہ مالی کے ریڈیوز کی ایک تنظیم یو آر ٹی ایل کے نام سے ہے اگر ہمارا ریڈیو اس تنظیم کا ممبر بن جائے تو اس صورتحال میں یہ ریڈیو کے لئے بہت اچھا ہوگا مگر اس کے لئے ہمیں اس تنظیم کو اسّی ہزار فرانک سیفا ممبر شپ کے دینے ہوں گے۔ مبلغ لکھ رہے ہیں کہ میٹنگ کے بعد قبل اس کے کہ خاکسار امیر صاحب سے اس خرچ کے بارے میں بات کرتا۔ ہمارے ایک نومبائع گھر گئے اور پینتالیس ہزار فرانک سیفا لا کر دیا اور کہا کہ میرے پاس اس وقت یہی کچھ ہے، یہ رکھ لیں مگر یہ ریڈیو بند نہیں ہونا چاہئے۔

(دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء)

ریڈیو اسٹیشن Voice of Islam

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 فروری 2016ء بروز اتوار بعد نماز ظہر و عصر مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں دنیا کو اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کی تشہیر کرنے والے DAB ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن Voice of Islam کا افتتاح تختی کی نقاب کشائی فرمانے کے بعد دعا سے فرمایا۔ اس ریڈیو اسٹیشن پر خبروں کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر باہمی گفتگو اور سوال وجواب کے ذریعہ حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کی امن پسند اور حقیقی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جائے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ ازراہ شفقت بارہ بجکر پچپن منٹ پر بعد دوپہر ریڈیو وائس آف اسلام کے سٹوڈیوز میں تشریف لے گئے جہاں پر پہلے یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے کمپیوٹر کی سکرین پر ایک بٹن دبا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جس کے ساتھ اسٹوڈیو سے سورۃ فاتحہ کی پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت اور اس کا انگریزی ترجمہ نشر کیا گیا۔ بعد ازاں ٹھیک ایک بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد انگریزی زبان میں اپنے ایک ولولہ انگیز اور تاریخی پیغام میں 24 گھنٹے روزانہ چلنے والے اس ریڈیو اسٹیشن کے قیام کا مقصد بیان فرمایا۔

اپنے اس پیغام میں حضور انور نے فرمایا کہ اس ریڈیو کے قیام کا مقصد لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانا نیز یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب اسلام ہر دور میں راہنما ہے اور اسلام تمام انسانوں کے لئے امن اور محبت کا پیامبر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہوئی۔ آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں اور حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ان امور کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ریڈیو وائس آف اسلام ''انسانیت'' کا پیغام دنیا میں پھیلائے گا۔ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچاتے ہوئے یہ باور کروائے گا کہ مذہب اسلام کی تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں بھی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی مل جل کر اور برادرانہ طور پر رہنا چاہئے۔

اپنے پیغام کے آخر میں حضور انور نے ریڈیو وائس آف اسلام کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس ریڈیو کے کاموں میں ہر لحاظ سے برکت ڈالے اور اسے توفیق دے کہ اسلام احمدیت کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کروا سکے۔ اور لوگ اپنے پیدائش کے مقصد حقیقی کو سمجھتے ہوئے اپنے خالق خدائے واحد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے والے بن سکیں۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 4 مارچ 2016ء)

اس ریڈیو کی نشریات سے کسی بھی DAB ریڈیو کے ذریعہ لندن اور اس کے گرد ونواح میں جب کہ ان کی ویب سائٹ www.voiceofislam.co.uk پر جا کر دنیا بھر میں کہیں بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

دیگر ٹی وی پروگرامز اور ریڈیو کے ذریعہ اشاعت اسلام

2003ء میں 1022 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ قریباً 1440 گھنٹے وقت ملا اور تین کروڑ 20 لاکھ سے زائد افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ 2971 گھنٹے کے 3960 پروگرام نشر کئے گئے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء)

2004ء میں 1431 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 1227 گھنٹے تک یہ پیغام پہنچایا گیا ہے جو کروڑہا افراد تک پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

2005ء میں 1086 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 805 گھنٹے کا جماعت کو وقت ملا اور اندازہ ہے کہ یہ پروگرام جو تھے وہ 7 کروڑ سے زائد افراد نے دیکھے۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء)

2006ء میں ایک ہزار دو سو تینتالیس (1243) ٹی وی پروگرام دکھائے گئے جو پانچ سو آٹھ (508) گھنٹے پر مشتمل تھے۔ اس طرح سات کروڑ افراد تک پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2006)

2007ء میں ایک ہزار تین سو اٹھانوے (1398) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ آٹھ سو تیرہ (813) گھنٹے اور 45 منٹ وقت ملا۔ اور آٹھ کروڑ افراد تک اس ذریعہ سے پیغام پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء)

2008ء میں 1051 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے 699 گھنٹے وقت ملا اور آٹھ کروڑ سے زائد افراد تک اِس ذریعہ سے پیغام پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء)

2009ء میں 1159 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 769 گھنٹے اور 40 منٹ وقت ملا اور دس کروڑ سے زائد افراد تک اس ذریعہ سے پیغام پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء)

2010ء میں 1308 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 1441 گھنٹے اور 30 منٹ وقت ملا اور 10 کروڑ سے زائد افراد تک اس ذریعہ سے پیغام پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء)

2011ء میں اٹھارہ سو گھنٹے کے 1413 پروگرام دکھائے گئے۔ دس کروڑ سے زائد افراد تک اس کے ذریعے سے پیغام پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

2012ء میں پندرہ سو تہتر (1573) ٹی وی پروگراموں کے ذریعے دس سو چورانوے (1094) گھنٹے وقت ملا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2012ء)

2014ء میں تیرہ سو چھپن (1356) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے چھ سو سینتالیس گھنٹے وقت ملا۔ اس طرح مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو اسٹیشنز پر اکتیس ہزار سات سو بیس گھنٹے پر مشتمل پچیس ہزار آٹھ سو اٹھائیس پروگرام نشر ہوئے۔ اور ان ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے ایک اندازے کے مطابق بیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء)

2015ء میں اٹھارہ سو بیاسی ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے نو سو چوّن گھنٹے وقت ملا۔ اس طرح مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو سٹیشنز پر نو ہزار ستّر گھنٹوں پر مشتمل دس ہزار پانچ سو چوالیس پروگرام نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق بیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔

(دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء)

2016ء میں دو ہزار چھ سو چھتیس (2636) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ چودہ سو تیس (1430) گھنٹے وقت ملا۔ جماعتی ریڈیو سٹیشنوں کے علاوہ دیگر ریڈیو سٹیشنوں کے ذریعہ سے تیرہ ہزار سے اوپر گھنٹوں کا وقت ملا اور بارہ ہزار سے اوپر پروگرام نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق ساٹھ کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔

(دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2016ء)

2017ء میں چھہتر ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر پچانوے گھنٹے اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ جماعتی ریڈیو سٹیشنز کے علاوہ مختلف ممالک میں ریڈیو سٹیشنز پر تیرہ ہزار آٹھ سو ستتر گھنٹے پر مشتمل تیرہ ہزار دو سو اکتالیس پروگرام نشر ہوئے اور اس ٹی وی اور ریڈیو کے پروگراموں کے ذریعہ پینتالیس کروڑ اٹھاون لاکھ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔ (دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء)

2018ء میں 2322 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 2356 گھنٹے وقت ملا۔ جماعتی ریڈیو سٹیشنوں کے علاوہ دیگر ریڈیو سٹیشنوں کے ذریعہ سے 15676 گھنٹوں کا وقت ملا اور 16090 پروگرام نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق انہتر کروڑ اکتیس لاکھ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔ **(باقی آئندہ)**

☆...☆...☆

VACANCY: Minister of Religion: Ahmadiyya Muslim Community: Swahili Speaker

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own religious training academy and faith based TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLE: We are inviting applications for the following post of Minister of Religion. Candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with Swahili and both Arabic and Urdu languages and in addition a recent qualification equivalent to English Language level B2 CEFR In addition a valid criminal clearance certificate shall be required from the applicant. He should have the additional qualification/experience listed below. The successful applicant may be posted at any one of the mission centres in the UK. This is a permanent position to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	Likely posting
Swahili speaker:	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following: Lead and encourage attendance at obligatory prayers deliver sermons on Fridays and other gatherings preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community assist the Swahili Desk, enter into correspondence with members and the general public defend the teachings against opponents and non-believers translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above carry out research on relevant secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters liaise with members of the community and resolve social problems introduce programmes host religious talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes attend promotional events for our faith community, conferences and social functions and related administrative duties.

EXPERIENCE REQUIRED: You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith(Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years. You must have a good record of performance, preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in East Africa. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, good interpersonal skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a 4 years full-time Jamia Ahmadiyya college OR equivalent qualification in Islamic religious studies or a relevant HND level qualification plus at least two years' relevant work experience as an Imam.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following: Stipend of £5,100-/per annum(single person for 35 hours a week on average annual allowance for spouse £2340, each child £1560 up to two children, plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer travel expenses reimbursed(25 days holidays per annum.)

Closing Date: 2 December 2018

Please apply to: Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:

The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

بقیہ رپورٹ: **حضور انور کا دورۂ جرمنی 2018ء**

............از صفحہ نمبر 20

کرتے ہوئے کہا (موصوف صوفی طریقہ فکر خَلوتی (Khalveti) کے امام ہیں)۔ موصوف نے کہا کہ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات سے غیر معمولی طور پر متأثر ہوا ہوں۔ میں نے یہاں جلسہ میں اسلام کی پُرامن تعلیمات کے عملی نمونے دیکھے ہیں۔ نئے سال کے موقع پر احمدی احباب جرمنی بھر میں جو وقارِ عمل کرتے ہیں اس نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ مجھے جماعت کے کسی پروگرام میں شامل ہونے کا پہلی دفعہ موقع ملا ہے۔ TV کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ ہم جماعت کی خدمات کو دیکھتے ہیں۔ اس جلسہ کے انتظامات کو دیکھ کر میں بہت متأثر ہوا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میں جرمنی میں رہتا ہوں اور اکثر Kosovo کا سفر کرتا رہتا ہوں۔ میں 1994ء سے یہاں ہوں۔ میں جب بھی کوسوو جاتا ہوں تو وہاں اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرتا ہوں۔ انہیں احمدیت کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ وہاں ہماری مخالفت بھی ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے صحیح پیغام پہنچانے کی توفیق دے اور میرے رشتہ دار بھی احمدیت میں داخل ہوں۔

ایک اور دوست نے عرض کیا کہ میں Kosovo سے آیا ہوں اور یہاں جرمنی میں رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے آج مجھے یہ پہلا موقع دیا ہے کہ میں حضور کو اتنے قریب سے دیکھ رہا ہوں۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ حضور سے ملاقات ہوئی ہے۔

ایک صاحب محترم آونی کامبیری (Avni Kamberi) نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکرگزار ہوں کہ اُس نے مجھے اپنے خلیفہ سے مصافحہ اور معانقہ کا شرف حاصل کرنے کی توفیق دی۔ حضور انور کے وجود سے محض محبت کی کرنیں نکل رہی تھیں جن کا اظہار جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں ہر لمحہ ہوتا رہا۔ حضور انور سے میری ملاقات ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے کیونکہ اس سے پہلے میں کبھی خواب میں بھی حضور انور کو نہیں ملا تھا۔

حضور سے ملاقات کے بعد میری ملاقات ایک الجیرین دوست سے ہوئی جن کے ساتھ میرا گزشتہ بیس سال سے تعارف ہے۔ جب میں نے اُسے بتایا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں سے پیارے آقا سے مصافحہ کیا ہے تو اُس نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھ سے بغلگیر ہو کر برکت حاصل کرے۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے کہ فی الحقیقت خلیفۃ المسیح کی برکت سے یہ محبت ہم میں سرایت کرگئی ہے۔ بعد ازاں ایک پاکستانی احمدی بھائی نے بھی اسی وجہ سے مجھ سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد میرا دل اللہ تعالیٰ کی جماعت کی محبت سے بھر چکا تھا۔ میری یہی دعا ہے کہ پیارے آقا سے معانقہ کی برکات میرے وجود سے جماعت کے مفاد میں ظاہر ہوں۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میں نے پیارے آقا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا تحفہ پیش کیا۔ اُس وقت مجھے لگ رہا تھا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے رونق افروز ہیں۔

محترم اِلیر چُلیانجی (Ilir Chulyanji) صاحب ایک پرانے احمدی ہیں۔ موصوف کو پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور کے ساتھ ملاقات کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ خلافت کے ذریعہ حاصل ہونے والے اس روحانی مائدہ سے صرف ہم احمدی ہی نہیں بلکہ دوسرے مسلمان بھی جلد فیضیاب ہوں گے جن کو اس مائدہ کی شدید ضرورت ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کا حج کر رہا ہوں۔ دیکھا کہ خانہ کعبہ کا غلاف ہٹا ہوا ہے اور خانہ کعبہ اندر سے ایک ریسٹورنٹ کی طرح نظر آرہا ہے۔ اور خانہ کعبہ کے ساتھ ایک دومنزلہ گھر ہے جس میں میں نے احمدی احباب کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جو آپ نے ریسٹورنٹ کی طرز پر دیکھا ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ خانہ کعبہ میں اپنی دنیاوی اغراض کے لئے جانے لگ گئے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے زیادہ مقام دیا جانے لگا ہے۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے جب احمدی وہاں جانے لگ جائیں تاکہ خانہ کعبہ کی اصل غرض بحال ہو اور اس کو اس کا اصل روحانی مقام ملے۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ وقت کب آئے گا۔

حضور انور نے اس حوالہ سے ’’تذکرۃ الاولیاء‘‘ میں درج عبداللہ بن مبارکؒ کی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خواب میں فرشتہ نے بتایا کہ اس سال کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا سوائے ایک شخص کے جو حج کرنے نہیں آیا لیکن اس کا حج قبول ہوا۔

ایک نوجوان خادم کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ بچہ والدین کی شادی کے سات سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ حضور انورؒ نے ہومیوپیتھک نسخہ بھی بھجوایا تھا۔ اس بچے کی خواہش ہے کہ حضور انور سے معانقہ کرے۔

حضور انور نے ازراہ شفقت اسے شرف معانقہ عطا فرمایا۔ اس نوجوان نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

البانین احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

... ...

بعد ازاں پروگرام کے مطابق عرب ممالک سے آنے والے مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

عربوں کی ملاقات کا انتظام ایک بڑے ہال میں کیا گیا تھا۔ عرب مرد و خواتین کی تعداد تین صد کے لگ بھگ تھی جن میں سے دوصد کے لگ بھگ احمدی احباب اور یکصد غیر از جماعت احباب تھے۔

ان عرب احباب میں سیرین، عراقی، لبنانی، مصری، الجزائری، سوڈانی، صومالی، فلسطینی اور تیونسی لوگ شامل تھے۔

حضور انور نے فرمایا جو پہلی دفعہ آئے ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ اس پر کافی احباب نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔ حضور انور نے فرمایا: ماشاء اللہ، کافی ہیں جو پہلی مرتبہ آئے ہیں۔

الجزائر سے آنے والے ایک احمدی دوست نے عرض کیا کہ میں خاص طور پر جلسہ پر حاضر ہوا ہوں۔ یہ جلسہ بہت ہی روحانی تھا۔ میرے لئے تو ایک خواب تھا جو خدا نے پورا کر دیا۔ الجزائر کے بہت سارے احمدی جلسہ پر آنے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن اپنی مجبوریوں کی وجہ سے آ نہیں سکے۔ ان سب احباب نے حضور انور کی خدمت میں سلام بھیجا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔ ان کے حالات ٹھیک کرے، ان کے مقدمات ختم ہوں، اور جو جیل میں ہیں ان کی رہائی ہو۔

سیریا سے آنے والے ایک غیر از جماعت دوست نے عرض کیا کہ جلسہ کا ماحول بہت اچھا لگا۔ پہلی دفعہ شامل ہوا ہوں۔ سارے انتظامات بہت عمدہ تھے۔ حضور انور کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔

سیریا سے آنے والی ایک احمدی خاتون نے عرض کیا کہ میں تیسری دفعہ جلسہ پر آئی ہوں۔ ہر دفعہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ حضور انور کو دیکھ کر میرے جو جذبات ہیں وہ میں بیان نہیں کرسکتی۔

اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا: آپ کی باقی باتیں سمجھ میں آگئی ہیں۔ خدا آپ کے نیک جذبات قبول فرمائے۔

سیریا سے آنے والے ایک غیر از جماعت نوجوان نے عرض کیا کہ میرا تعلق اہل سنت جماعت سے ہے۔ میں نے یہاں جلسہ پر آکر بہت کچھ دیکھا اور سیکھا ہے۔ اصل اور حقیقی اسلام مجھے یہاں نظر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب کو یہاں آکر سیکھنا چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ فضل فرمائے سب کی مدد فرمائے۔

ایک بچی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ یہ کہتے ہوئے رو پڑی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

ایک خاتون نے عرض کیا میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ یہاں بہت زیادہ روحانیت دیکھی ہے۔ یہاں کا جو ماحول ہے وہ مکّہ، مدینہ کے ماحول جیسا ہے۔ اس طرح کا روحانی، پُرسکون ماحول دیکھ کر میں بہت حیران ہوئی ہوں۔ میرے لئے بیان کرنا مشکل ہے۔ ہمارے سیریا کے لئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

ایک بچی نے عرض کیا کہ میں دعا کیا کرتی تھی کہ میری حضور انور سے ملاقات ہو۔ خدا تعالیٰ نے آج میری دعا قبول کی ہے اور میں نے حضور کو دیکھا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

سیریا سے آنے والی ایک نو سال کی بچی نے عرض کیا کہ میں نے ڈرائنگ کی ہے اور تصویر بنائی ہے۔ حضور انور کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں اور ساتھ رو پڑی۔ حضور انور نے فرمایا۔ آجاؤ۔ چنانچہ وہ سٹیج پر آئی اور حضور انور کے دست مبارک میں وہ کاغذ پیش کیا جس میں اس نے کوئی تصویر بنائی تھی۔

سیریا سے آنے والے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ جب میں سیریا میں تھا تو اس وقت میرے ذہن میں اَور پروگرام تھے لیکن یہاں آکر سب کچھ بدل گیا ہے۔ میں ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ لیکن نمبر کم ہونے کی وجہ سے یہاں داخلہ نہیں ملتا۔ اس بارہ میں رہنمائی چاہتا ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: نمبر تو میں نہیں دلوا سکتا وہ تو آپ نے ہی لینے ہیں۔ ایسٹرن یورپ میں دیکھ لیں وہاں داخلہ ملتا ہے تو لے لیں۔ اور کوشش کریں اور زیادہ نمبر لیں۔ ورنہ کوئی دوسرا آپشن دیکھیں۔

ایک سیرین نوجوان کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ انسان کا کام ہے کہ سارے وہ کام کرے جو خدا تعالیٰ کو خوش کرنے والے ہوں۔ اگر اس کے خلاف کر رہے ہیں تو پھر شیطان کو خوش کرنے والے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک سوال کرنے والے کو فرمایا تھا کہ خدا سے ڈرو اور جو مرضی کرو۔

❁...سوڈان کے ایک غیر از جماعت دوست عبدالکریم محمد صالح صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے جلسے میں بہت نظم وضبط دیکھا۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی لیکن سب خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ رہائش اور کھانے کی جگہ بھی بہت پُرسکون اور آرام دہ تھی۔ میں پہلی بار جلسے میں شامل ہوا ہوں۔ ماحول بہت روحانی تھا۔ نماز تہجد اور حضور انور کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام تھا۔ **ہاں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سب سے زیادہ منظم جماعت ہے۔ چھوٹے بڑے سب بغیر کسی تکبر کے اور بڑے انشراح صدر کے ساتھ مہمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔** میں دوبارہ اس جلسے میں شامل ہونے کی خواہش کرتا ہوں۔

❁...شام کے ایک غیر از جماعت دوست محمد ابراہیم حسن کُردی صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

میں پہلی بار جلسہ میں شامل ہوا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوں گا۔ جلسہ بہت اچھا تھا اور ہم نے اِس سے بہت استفادہ کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہماری امیر المومنین سے بھی ملاقات ہوئی۔ بہت ساری غلط باتیں اور پروپیگنڈا جو ہم نے **جماعت احمدیہ کے بارے میں سُنا تھا کہ یہ کافر ہیں اور اسی طرح کی دوسری جھوٹی افواہیں ---میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔**

❁...ایک غیر از جماعت سیرین خاتون نِہاد مصطفیٰ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

میں جلسہ میں پہلی بار شامل ہوئی ہوں اور انشاء اللہ دوبارہ بھی شامل ہوں گی۔ جلسہ بہت اچھا تھا۔ ہم نے یہاں بہت ساری نئی چیزیں سیکھیں جن کا ہمیں پہلے علم نہیں تھا۔ مجھے یہاں آکر جماعت احمدیہ کا تعارف ہوا۔ میں امیر المومنین کو دیکھنا چاہتی تھی اور میری یہ خواہش اس جلسہ میں پوری ہوگئی۔ میں نے اس جلسہ میں کوئی غلط بات نہیں دیکھی۔ اب مجھے علم ہوگیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے بارے میں جو منفی پروپیگنڈا میں نے سنا تھا وہ سب غلط ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہوں کہ وہ ہمیشہ آپ کو توفیق دیتا رہے۔

❁...ایک غیر از جماعت سیرین دوست سامر رمضان

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

جو کہ پہلی دفعہ جلسے میں شامل ہوئے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ:

جہاں تک روحانی ماحول کا تعلق ہے تو جلسے کی تمام کارروائی ہی مثبت تھی جو محبت، طمانیت اور سکون سے بھری ہوئی تھی۔ اور جہاں تک خدمت اور انتظامی امور کا تعلق ہے تو وہ انتہائی شاندار تھے اور اُن میں بہت محنت نظر آتی تھی۔ جلسے کے متعلق میری رائے بہت مثبت ہے کیونکہ میرا تعلق چند ایسے احمدیوں سے ہے جو بے مثال اعلیٰ اقدار کے مالک ہیں اور مجھے اس پر فخر ہے۔ مجھے حضرت خلیفۃ الخامس (اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے ذریعے جماعت احمدیہ کو عزت و شرف عطا فرمائے) کے دیدار کا بھی شرف حاصل ہوا۔

❁... ایک مصری نومبائع نوجوان محمد راتب صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میں جلسہ سالانہ میں پہلی دفعہ شامل ہوا ہوں۔ یہاں میں نے تألیف قلوب، اخوت اور محبت کے وہ نظارے دیکھے جو میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی نہیں دیکھے تھے۔ میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ مجھے خلیفۂ وقت کے دیدار کی بہت زیادہ تڑپ تھی جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کا دیدار نصیب فرما کر پورا کر دیا۔ میرے پاس شکر بجالانے کے الفاظ نہیں۔ میں اپنے ان تمام بھائیوں کا جو مہمانوں کی بے لوث خدمت میں لگے ہوئے تھے تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات نو بجے تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

... ...

جرمن مہمانوں کے پروگرام میں حضور انور کے خطاب پر مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آج کے انگریزی زبان میں خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب سے آج ہمیں اسلام کی اصل اور حقیقی پُرامن تعلیم کا علم ہوا ہے۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک کے تأثرات ذیل میں درج ہیں:

❁... ایک جرمن مہمان Mr. Aleksandras Saradinas نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے اس جلسہ میں بہت مزا آیا خلیفۃ المسیح کی تقریر کا ہر لفظ واضح، عام فہم اور دل پر اثر کرنے والا ہے۔ وہ مسلمانوں اور تمام دنیا کو محبت کا درس دیتے ہیں۔ میں ان کی صحت و سلامتی کے لئے بہت دعا گو ہوں۔

❁... ایک وکیل Norbet Wagner بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں جلسہ پر آٹھ مرتبہ آیا ہوں لیکن آج کا خطاب میرے لئے اس لحاظ سے بہت اچھا تھا کہ میں امیگریشن وکیل ہوں۔ خلیفہ کے الفاظ بہت متاثر کن اور متوازن تھے۔ آپ نے ایک بہت مشکل معاملہ پر بات کی ہے اور نہایت لطیف حل پیش فرمائے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ہے کہ آپ نے کسی فریق کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا بلکہ فرمایا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ جبکہ دوسرے لوگ جب اس معاملہ پر بات کرتے ہیں تو ایک طرف جھکاؤ کی وجہ سے معاملہ کی سنگینی کو بڑھاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ پناہ گزین غلطی پر ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ حکومت ظالم ہے۔ جبکہ خلیفہ نے فرمایا ہے کہ دونوں فریقین کو سمجھوتہ کرنا پڑے گا تا کہ پناہ گزین معاشرہ کا حصہ بنیں اور معاشرہ کی ترقی میں ایک مثبت کردار ادا کریں اور حکومت اس سلسلہ میں ان کی مدد کرے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ حکومت مقامی افراد کو نظر انداز نہ کرے۔ جو کچھ خلیفہ نے فرمایا میں اس سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ مجھے خلیفہ کو دیکھنا بہت اچھا لگتا ہے، آپ کی شخصیت اور انداز دھیما، پُروقار اور بہت صبر والا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مسلمان جو غلط کاموں میں ملوث ہیں، ان کے اعمال کا ذمہ دار مذہب کو ٹھہرانا غلط ہے۔

❁... ان کی اہلیہ Gulhein Wagner بھی پروگرام میں شامل تھیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

جو کچھ میرے خاوند نے کہا ہے، میں اس سے مکمل اتفاق کرتی ہوں۔ مجھے بالخصوص خلیفہ کی روحانیت پسند آئی ہے۔ آپ کے بولنے کا انداز ہی اتنا روحانی ہے کہ میں جذباتی ہو جاتی ہوں۔ آپ کی شخصیت اتنی پُروقار اور پُرامن ہے کہ آپ کی ایک جھلک ہی سے دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن جب میں خلیفہ کو دیکھتی ہوں تو میں اس روحانیت کو محسوس کرسکتی ہوں۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کیا ہیں اور یہ کہ میڈیا کس طرح اسلام کا غلط تصور پیش کرتا ہے۔ آپ نے پناہ گزینوں کے مسئلہ کے لئے بہت ہی حقیقی اور قابلِ عمل حل تجویز کئے ہیں۔

❁... ایک نوجوان طالبِ علم Maze Elam نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔ یہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں؛

جو بھی خلیفہ نے کہا وہ بالکل ٹھیک اور پُرحکمت ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے اور یہ کہ چند مسلمانوں کے اعمال کو مذہب کی بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مجھے یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ کس طرح آپ نے لوگوں کے ذہنوں میں موجود خدشات کے جواب دیے ہیں کہ کس طرح لوگ امیگریشن سے خوفزدہ ہیں، ملکی سلامتی اور ٹیکس کے بوجھ کے مسائل بیان کئے ہیں اور ان کا حل تجویز کیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ خدشات غلط ہیں، بلکہ ان کا حل تجویز کیا ہے اور بتایا ہے کہ بطور فردِ معاشرہ ہمیں متحد رہنا چاہئے۔

❁... ایک مہمان Melissa Kaynak بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

آپ کی تقریر بالکل جرمنی کے موجودہ حالات کی عکّاس ہے۔ آپ نے جس عنوان کا انتخاب فرمایا ہے یہ بہت ضروری تھا کہ لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کا خوف ختم کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں مسائل ہیں لیکن ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح ہم امن کا قیام کرسکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ ہم حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں نہ کہ حقوق حاصل کرنے کیلئے لڑیں۔ جیسا کہ آپ نے اسلامی تاریخ سے مثال پیش کی کہ کس طرح ابتدائی مسلمان اپنا حق لینے کی بجائے دوسرے کا حق ادا کرنے کیلئے بحث کیا کرتے تھے۔ یہ میرے لئے ایک نئی بات تھی کہ اسلام چرچوں اور کلیسا کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہ اسلام میں کبھی بھی زبردستی کی اجازت نہیں دی گئی۔ خلیفہ کے خطاب کا یہ حصہ بہت واضح تھا کیونکہ آپ نے اپنی بات کے حق میں قرآنِ کریم سے دلیل پیش کی ہے۔ پھر آپ نے یہ بتایا کہ اگر پناہ گزین یا مسلمان کچھ غلط قدم اٹھاتے ہیں تو اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دراصل اسلام ہر لحاظ سے امن کی بات کرتا ہے۔ آپ نے اپنے عمل سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ ایک مذہبی رہنما ہیں اور دورِ حاضر کے مسائل پر بات کرنے سے ڈرتے نہیں۔ آپ نے امیگریشن کے حوالہ سے بات کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو باہم یکجا کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی بھی مناسب شخص جو آپ کا خطاب سنے وہ سمجھ جائے گا کہ اسلام کوئی انتہا پسند مذہب نہیں ہے اور اسے یہ ماننا پڑے گا کہ غلط کام کرنے والے تو ہر مذہب میں ہو سکتے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ ان کے اعمال کا الزام مذہب پر لگانا سراسر غلط بات ہے۔

❁... ایک مسلمان خاتون معصونے صاحبہ بھی اس پروگرام میں شامل تھیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

میں خلیفہ کی ہر بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ تاہم اس کے ساتھ مجھے ایک بات پر تکلیف بھی ہے کہ آپ نے اپنا سارا خطاب اسلام کے دفاع میں سرف کیا ہے، کیوں آپ کو اسلام کا دفاع کرنا پڑا؟ جب یو ایس اے اور دیگر ممالک غلط کام کرتے ہیں تو ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں عیسائیت کا دفاع کرنا چاہئے۔ یہ تو بہت بڑی ناانصافی ہے۔ میڈیا نے اسلام کو بہت غلط طور پر پیش کیا ہے، اسلئے دفاع کرنا پڑا ہے۔

آپ نے جو کچھ کہا ہے بہت ہی متاثر کن تھا۔ آپ نے ہمیں متحد ہونے کی تلقین کی اور کہا کہ ہمیں دیانتدار ہونا چاہئے، کرپشن سے پاک ہونا چاہئے اور دوسروں کی مدد کرنی چاہئے۔ ان اصولوں سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرسکتا۔ مجھے یہ بھی بہت اچھا لگا کہ آپ نے کس طرح اچھے معاشرے کی بعض خصوصیات پیش کی ہیں اور بتایا ہے کہ یہ حقیقی اسلامی معاشرہ ہے۔

❁... ایک مہمان Andreas Herzog بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

خلیفہ کا حرف حرف حکمت اور سچائی لئے ہوئے تھا۔ میں ان کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ مجھے تمام تقریر اچھی لگی لیکن تقریر کا اختتام بہت ہی اچھا تھا۔ پہلے تو آپ نے اسلامی تعلیمات کا بڑے اچھے پیرایہ میں دفاع فرمایا ہے اور قرآنِ کریم سے دلائل پیش کئے ہیں لیکن آخر پر آپ نے ایک اور جہت پیش فرمائی ہے۔ آپ نے صرف اسلام کا دفاع ہی نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ یہی بہترین تعلیم ہے۔ مجھے یہ انداز بہت اچھا لگا۔ آپ نے جو فرمایا ہے کہ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں، یہ میرے لئے بہت جذباتی تھا۔ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ اگر ہم اس نقطہ کو سمجھ جائیں تو ایک دوسرے سے نفرت کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ آپ کا یہ پوائنٹ انسانیت کو متحد کرنے کا ایک شاندار حل ہے۔ تقریر کا یہ حصہ بہت اہم تھا اور میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس نقطہ پر غور کریں۔ ذاتی طور پر مجھے اسلام سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں جان چکا ہوں کہ یہ وہ مذہب ہے جو امن پھیلاتا ہے اور یہ تمام لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے، چاہے ان کے اعتقاد جو بھی ہوں۔ اس تقریر سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کے دل کتنے صاف ہیں۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم میں بعض قدریں مشترک نہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم دشمن ہیں۔

❁... ایک مہمان Markelian Shparthi نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

خلیفہ کی بہت سی باتیں بہت اچھی اور بہت اہم ہیں۔ یہ وہ سوالات ہیں جو آجکل لوگوں کے ذہنوں میں ہیں، آپ نے ان کے بہت اچھے انداز میں جواب دیے ہیں۔ اس وقت کہ جب معاشرہ باہم بٹ رہا ہے، ایسے وقت میں خلیفہ لوگوں کو باہم متحد کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ سب کچھ ٹھیک ہے، بلکہ معاشرے کے مسائل بیان کئے ہیں اور آپ نے کسی ایک فریق کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا بلکہ دونوں اطراف کو ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ پھر آپ نے بڑے مفید حل بھی تجویز کئے ہیں۔ خاص کر امیگریشن مسائل کے حوالہ سے حل تجویز کئے ہیں۔ آپ کی تقریر اور آپ کی شخصیت ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جس طرح آپ نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ پناہ گزینوں کی مدد کریں وہاں پناہ گزینوں کو بھی یہ کہا ہے کہ وہ معاشرے میں اپنا حصہ ڈالیں، یہ بہت متاثر کن تھا۔ یہ ان لوگوں کی بے چینی ختم کرنے کیلئے بہت ضروری ہے جو کہتے ہیں کہ پناہ گزین ناحق فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اسلام ہر ایک کو معاشرہ کا مفید حصہ بننے کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ جس طریق پر بھی یہ مدد کی جائے، ضرور کرنی چاہئے۔ اور اگر ہر ایک اس طرح کام کرے تو معاشرہ پُرامن ہو جائیگا۔ مجھے یہ بھی سیکھنے کو ملا ہے کہ اسلام عورتوں سے سلوک کے حوالہ سے کیا تعلیم دیتا ہے۔ بعض اوقات ہمیں لگتا ہے کہ مسلمان خواتین کمزور ہیں اور انہیں دبایا جاتا ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خواتین کو اسلامی معاشرہ مکمل آزادی دیتا ہے اور ہرگز ان کی ہتک کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ بھی بتایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی عورت کو ہراساں کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اسلام کے مخالف ہے اور اس کے لئے سزا تجویز کی گئی ہے۔ میں خلیفہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اس ملک کو حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا ہے۔

❁... پروگرام میں میئر Joachim Rodenkirch بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

میں خلیفہ کی تقریر کے عنوان سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں بہت سے خوف ہیں۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام انتہا پسند مذہب نہیں ہے بلکہ برداشت کا مذہب ہے۔

میئر نے مزید کہا کہ:

میں خوش ہوں کہ آپ نے امیگریشن کے حوالہ سے بھی بات کی ہے، کیونکہ یہ ہمارے معاشرہ کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ خلیفہ نے بہت متوازن رنگ میں بات کی ہے کہ دونوں فریقین کی بعض ذمہ داریاں ہیں جو انہیں ادا کرنی چاہئیں۔ اور یہ کہ اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک دونوں اطراف اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ نہ دیں۔ اگر میں آپ کی تقریر کا خلاصہ بیان کروں تو وہ یہ ہے کہ اس وقت تک ہم امن حاصل نہیں کرسکتے جب تک ہم متحد نہ ہوں۔ نسل پرستی اور تعصّب کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ ہمیں برداشت دکھانی ہے اور یہی اسلام ہے۔ مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ پناہ گزینوں کی جانب سے عورتوں کو ہراساں کرنے کے حوالہ سے بھی آپ نے بات کی ہے کیونکہ یہ معاملہ بھی آجکل زیرِ بحث ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ عورتیں کوئی دوسرے درجہ کی مخلوق نہیں کہ جنہیں ہراساں کیا جائے بلکہ

یہ برابر ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جنسی طور پر ہراساں کرنا اسلام کے سراسر منافی ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ حضورِ انور سے میں پہلی مرتبہ ملا ہوں اور میرے لئے یہ بہت سعادت کی بات ہے۔ آپ کی شخصیت اور آپ کا انداز ہی اتنا اچھا ہے کہ ہر کوئی خود بخود ہی آپ سے محبت کرنے لگتا ہے۔

☆...☆...☆

... ...

9 ستمبر 2018ء بروز اتوار

(حصہ اوّل)

... ...

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

بیعت کی تقریب

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق تین بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور بیعت کی تقریب ہوئی۔ یہ ایک عالمی بیعت تھی جو MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر کے ممالک میں براہ راست Live نشر ہوئی۔ اور دنیا کے تمام ممالک کی جماعتوں نے اس مواصلاتی رابطے کے ذریعہ اپنے پیارے آقا کی بیعت کی سعادت پائی۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر البانیا، افغانستان، بوزنیا، بلغاریہ، کروشیا، فرانس، جرمنی، ہنگری، Kosovo، Kurdish، لبنان، ناروے، پاکستان، São Tomé، سیریا، ترکش اور عرب سے تعلق رکھنے والے 42 افراد نے بیعت کی سعادت پائی۔ ان میں سے 26 مرد حضرات اور 16 خواتین تھیں۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کے اختتامی اجلاس کے لئے جونہی سٹیج پر تشریف لائے تو ساری جلسہ گاہ فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی اور احباب جماعت نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ جب کہ اس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم شعیب احمد عمر صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

بڑی خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعد ازاں سینیگال سے آنے والے ایک مہمان Alhaji Falou Silla صاحب جو سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر ہیں اور ''فرقہ مرید'' کے خلیفہ کے نمائندہ کے طور پر آئے تھے، نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا میں پہلی دفعہ جماعت کے جلسہ میں شرکت کر رہا ہوں۔ اور میں اپنے آپ کو آپ کے پاس آ کر بہت خوش پاتا ہوں۔

ہماری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی ہے حضور انور نے ہمیں پیار، محبّت، احترام اور بھائی چارہ اور اخوّت کا کہا ہے۔ ہم انشاء اللہ العزیز اس پیغام کو سینیگال میں پھیلائیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔

سینیگال میں جو ہمارے خلیفہ مرید ہیں۔ ان کا بھی یہی پیغام ہے اور یہ ہمیں مل کر اکٹھے کام کرنے میں مدد کرے گا۔

میں خلیفۃ المسیح کو خلیفہ مرید کی طرف سے اور سینیگال کے لوگوں کی طرف سے سینیگال آنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اس ایڈریس کے بعد موصوف نے حضور انور کی خدمت میں اپنے خلیفہ کی طرف سے ایک لباس اور لکڑی کی بنی ہوئی ایک کشتی بطور تحفہ پیش کی۔

تقسیم اسناد

بعد ازاں حضور انور نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اور اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے طلبا کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔ حضور انور کے دست مبارک سے درج ذیل خوش نصیب طلبا نے تعلیمی ایوارڈ حاصل کئے۔

نمبر شمار	نام	جماعت	تعلیم
1	ڈاکٹر عبیدہ راشد رانا صاحب	جرمنی	Habilitation in Internal Medicine
2	ڈاکٹر محمد سرفراز بلوچ صاحب	جرمنی	Consultant as Neurosurgery
3	ڈاکٹر فرقان احمد راجپوت صاحب	جرمنی	Consultant as Radiology
4	ڈاکٹر ملک وسیم احمد صاحب	جرمنی	Consultant as Internal Medicine
5	ڈاکٹر عمیر باجوہ صاحب	جرمنی	Consultant as Orthopedics
6	ڈاکٹر خرم شہزاد احمد صاحب	جرمنی	Consultant as General Surgery
7	ڈاکٹر ابرار مرزا صاحب	جرمنی	Consultant as General Medicine
8	ڈاکٹر شہزاد احمد کھوکھر صاحب	جرمنی	PhD in Biology
9	ڈاکٹر وجاہت احمد وڑائچ صاحب	جرمنی	PhD in Biology Internal Medicine
10	ڈاکٹر رووَن والٹر صاحب	جرمنی	PhD in Computer Science
11	ڈاکٹر محمد ولید احمد سیٹھی صاحب	جرمنی	PhD in Medicin
12	ظفر اللہ ظہیر احمد صاحب	جرمنی	State Examination in Human Medicin
13	ملک ولید احمد صاحب	جرمنی	State Examination in Human Medicin
15	نادر احمد سندھو صاحب	جرمنی	State Examination in Human Medicin
16	عفان احمد غفور صاحب	جرمنی	State Examination in Human Medicin
17	باسل احمد مرزا صاحب	جرمنی	2nd State Examination in Teaching
18	مطہر احمد باجوہ صاحب	جرمنی	1st State Examination in Law Sciences
19	دانیال پرویز صاحب	جرمنی	1st State Examination in Law Sciences
20	عطاء الرحمان علی صاحب	جرمنی	MSC Technical Biologie
21	نعمان محمود صاحب	جرمنی	International MA in Islamic Science
22	راشد احمد باجوہ صاحب	جرمنی	International MA in Islamic Science
23	کاشف احمد صاحب	جرمنی	MSC in Power Electronic
24	عدیل بابر صاحب	جرمنی	M Eng. in Civil Engineering
25	عبد المقیت غفار صاحب	جرمنی	M SC in Business Management
26	فراز احمد صاحب	جرمنی	M SC in Mechatronic
27	مصوّر احمد صاحب	جرمنی	Master of Law in International Licensing Law
28	عدیل رحمان بھٹی صاحب	جرمنی	M SC in Management
29	عدنان طاہر صاحب	جرمنی	International MA in Islamic Science
30	مصوّر احمد باجوہ صاحب	جرمنی	MSC in Information Management
31	عظمت احمد صاحب	جرمنی	MSC in Business Infomatics
32	ساجد سیف اللہ صاحب	جرمنی	MSC in EconomicsFinance
33	بشارت احمد صاحب	جرمنی	MSC in EconomicsFinance
34	گوہر کریم زیروی صاحب	جرمنی	MSC Business Administration
35	ثمر اعظم صاحب	جرمنی	MSC in Business Sciences
36	سرمد محمد صاحب	جرمنی	MSC in Economic Sciences
37	خلیل احمد	جرمنی	MSC in Business Administration
38	نجیب احمد صاحب	جرمنی	MA in Economic Geography
39	بلال احمد صاحب	جرمنی	BSC in Physics
40	کامران احمد خان صاحب	جرمنی	BSC in Orient Sciences
41	چوہدری تجیل احمد صاحب	جرمنی	BSC in Computer Science
42	ذیشان احمد صاحب	جرمنی	BCS in Computer Science
43	مصور احمد فاروقی صاحب	جرمنی	BS in Economic Computer Science
44	طلال محمد دائم صاحب	جرمنی	Bachelor of Engineering in Informations –and Electronics
45	سلیم مقبول صاحب	جرمنی	BA in Teaching
46	اسامہ کمال پاشا صاحب	جرمنی	Bachelor of Engineering in Technical Logistic Management
47	رانا ولید احمد جنجوعہ صاحب	جرمنی	BSC in Physics
48	نوید بھٹی صاحب	جرمنی	BSC in Economic Computer Science
49	فیاض احمد صاحب	جرمنی	A-Levels(Abitur)
50	غلام قادر احمد بندیشہ صاحب	جرمنی	A-Levels(Abitur)
51	سید وجاہت احمد شاہ صاحب	جرمنی	A-Levels(Abitur)
52	Danang Crysnanto صاحب	انڈونیشیا	Master of Science in Quantitative Genetics and Genome Analysis
53	ڈاکٹر رفیع احمد صاحبزادہ صاحب	غانا	Master of Business Administration in Project Planning and Management
54	محمد شہزاد انور صاحب	فن لینڈ	MSC in Computer Science
55	فرحان حیدر صاحب	جرمنی	MSC in Economics and Business
56	انس احمد صاحب	بینن	MA in English
57	یاسر محمود صاحب	فن لینڈ	MSC in Mathematical Logic
58	فہیم احمد مسعود صاحب	فرانس	MSC in Systems NetworkCloud Computing
59	ملک فیزان احمد صاحب	آسٹریہ	MSC in Informations System
60	مونیس احمد صاحب	نائیجریا	Bachelor of Engineering in Mechatronics Engineering

61	محمد اسد اللہ صاحب	پاکستان	BSC in Electrical Engineering
62	بشارت احمد شاہد صاحب	لتویا	UzbekKyrgyz Language and Literature
63	رضا شریف الرحمٰن صاحب	جرمنی	Doctor Medic in Medicine in Romania
64	حسنین مظفر صاحب	ہالینڈ	Bachelor of Engineering in Information and Communication
65	فراز جمیل صاحب	پاکستان	BS Information Technology
66	رضوان اللہ صاحب	فن لینڈ	BSC in IndustrialManufacturing Engineering
67	فضا عامر صاحبہ	نائیجر	Masters in Business and Communication Management عامر ارشاد مربی سلسلہ، نے ان کا میڈل وصول کیا۔

اختتامی خطاب

تقسیم ایوارڈ کی تقریب کے بعد پانچ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوّذ و تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ التوبۃ کی آیات 32 اور 33 کی تلاوت کی اور فرمایا: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مومنوں سے بجھا دیں اور اللہ ہر دوسری بات ردّ کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کر دے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کرے۔

یہ وہ آیات ہیں جو تمام ان لوگوں کے لئے واضح اور کھل کر اعلان کر رہی ہیں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا میں اپنی خوبصورت تعلیم کے ساتھ پھیلنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو انسانی کوششیں بجھا نہیں سکتیں۔ قرآن کریم وہ کامل شریعت ہے جو دنیا کی ہدایت کا سامان کر سکتی ہے اور اس کے علاوہ کوئی دین اور کوئی شریعت نہیں جو دنیا کو ہدایت اور نجات کے سامان مہیا کر سکے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آ سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے مطابق کہ اب تمام دینوں پر غلبہ دین اسلام کو ہی ہوگا اور بعد میں آنے والے زمانے میں اس ہدایت کی اشاعت کی تکمیل کے لئے وہ ہدایت جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ ظلی اور غیر شرعی نبی کا درجہ دے کر مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے بھیجے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اعلان کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا۔ آپ کے زمانے میں بھی اسلام آپ کا پیغام یورپ میں بھی آ گیا امریکہ تک چلا گیا اور وہ جماعت آپ نے قائم کی جو اس کام کو خلافت کے نظام کے تحت جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مخالفتوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں یعنی مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر مسلمان حکومتوں اور لوگوں کی طرف سے ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح غیر مذاہب کی طرف سے بھی یا غیر طاقتوں کی طرف سے بھی، اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے نور کو دنیا میں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال ان تمام مخالفتوں کے باوجود اور علماء کے مکروں اور حیلوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی شمولیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ہر سننے والے کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید، نومبائعین کی رہنمائی اور ثبات قدم کے متعدد ایمان افروز واقعات کا تذکرہ فرمایا۔

…………………

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔ [حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب آئندہ کسی شمارہ کی زینت بنے گا۔ انشاء اللہ۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

امسال جلسہ سالانہ کی مجموعی حاضری 39,710 ہے۔ جس میں سے مستورات کی حاضری 19,568 اور مرد حضرات کی حاضری 19,013 ہے۔ اس کے علاوہ جو تبلیغی مہمان شامل ہوئے ان کی تعداد 1,129 ہے۔ بچوں کے سکول کھل جانے کی وجہ سے حاضری گزشتہ سال کی نسبت کچھ کم رہی ہے۔

اس جلسہ میں 99 ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے اور 3833 مہمان مختلف ممالک سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے ہیں۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق مختلف گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

سب سے پہلے جرمن زبان میں ایک گروپ نے دعائیہ نظم پیش کی۔ بعد ازاں افریقن احباب پر مشتمل گروپ نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا۔

اس کے بعد عرب احباب پر مشتمل گروپ نے قصیدہ پیش کیا۔ اس کے بعد سپینش زبان میں ترنّم کے ساتھ ایک دعائیہ نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں میسیڈونیا (Macedonia) سے آئے ہوئے نومبائعین نے میسڈونین زبان میں خوش الحانی کے ساتھ نظم پیش کی۔ آخر پر خدام نے اردو زبان میں خلافت کے ساتھ عہد و وفا کا تعلق باندھنے کے مضمون پر مشتمل دعائیہ نظم پیش کی۔

جب یہ ترانے اور نظمیں پیش کی جا رہی تھیں اُس وقت بڑا روح پرور ماحول تھا۔ جونہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا احباب جماعت نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کئے اور سارا ماحول نعروں کی صدا سے گونج اٹھا۔ ہر چھوٹا بڑا، جوان بوڑھا اپنے پیارے آقا سے اپنی محبت، عقیدت اور فدائیت کا اظہار بڑے جوش سے کر رہا تھا۔ یہ جلسہ کے اختتام کے الوداعی لمحات تھے اور دل عشق و محبت اور فدائیت کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔ اس ماحول میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے عشاق کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا اور نعروں میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائعات سے ملاقات

پروگرام کے مطابق سات بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی نَومبائعات نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان نومبائعات کی تعداد 24 تھی اور 6 بچے بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔ ان خواتین کا تعلق جرمنی، ترکی، کُرد، کوسوو، فرانس، شام اور بنگلہ دیش سے تھا۔ ان میں سے 6 خواتین ایسی تھیں جنہوں نے آج بیعت کی توفیق پائی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استفسار پر سیکرٹری تربیت برائے نومبائعات نے بتایا کہ جلسہ کے دوران ہماری 6 بیعتیں ہوئی ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ یہ کون کون ہیں ان سبھی نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

حضور انور کے استفسار پر سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ یہ زیر تبلیغ تھیں اور ہمارے رابطے میں تھیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اب انہوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ احمدی ہو سکتی ہیں۔

ایک نومبائع خاتون نے سوال کیا کہ تعلق باللہ کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ نیز اسلامی نام رکھنے کی درخواست کی۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کے احکامات پر عمل کریں کیونکہ تمام طاقتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ سے آپ کا تعلق مضبوط ہوگا۔ حضورِ انور نے ان کا نام 'نائلہ' تجویز فرمایا۔

ایک اور نومبائع خاتون Mandy (مینڈی) نے دعا کی درخواست کی کہ ہم اچھے احمدی بنیں۔ نیز اپنا اسلامی نام تجویز کرنے کے لئے درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آپ خود بھی اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھے راستے پر چلائے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا ہمیشہ کیا کریں کہ اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔

نام کے متعلق حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نام مینڈی کا کیا مطلب ہے؟ اور کس نے رکھا تھا۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا مطلب کا علم نہیں۔ اور میرے بھائی نے یہ نام رکھا تھا۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ نام کیوں تبدیل کروانا چاہتی ہیں۔ آغاز اسلام سے قبل ہی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی نام پہلے سے تھے۔ آپ نام تبدیل کرنا چاہتی ہیں۔ یہ غیر اسلامی تو نہیں ہے۔ خدیجہ، اسماء اور عائشہ بھی تو تھے۔ یا آپ خلافت کی برکت کی وجہ سے چاہتی ہیں؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت ان کا نام 'ناصرہ' تجویز فرمایا۔ نیز فرمایا ناصرہ کا مطلب ہے مددگار۔ اس لئے آپ خلافت کی مددگار بنیں۔

ایک نومبائع خاتون نے بتایا کہ اس کا نام Martina ہے۔ وہ حضور انور کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہے کہ اُس نے حضور انور کو خط لکھا تھا اور حضور انور نے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے۔ موصوفہ نے بھی اپنا اسلامی نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت ان کا نام 'ماریہ' تجویز فرمایا۔

ایک نومبائع خاتون Anja صاحبہ نے عرض کیا کہ میں نے حضور انور کو خط لکھا تھا جس کا حضور انور نے ازراہِ شفقت جواب تحریر فرمایا تھا۔ جس وجہ سے وہ آج ادھر بیٹھی ہوئی ہیں۔ موصوفہ یہ کہتے ہوئے شدّت جذبات سے آبدیدہ ہوگئیں۔

ایک نومبائع بہن کی دو ماہ بعد شادی تھی۔ موصوفہ نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ فضل فرمائے۔ حضور انور کے استفسار پر موصوفہ نے بتایا کہ وہ کردستان کے اُس حصّہ سے ہیں جو عراق میں شامل ہے۔

ایک نومبائع خاتون نے عرض کیا کہ ان کی نظر کی کمزوری کا مسئلہ ہے۔ انہیں Retina کی پرابلم ہے۔ وہ دین کی خدمت کرنا چاہتی ہیں۔ ان کا بھائی جیل میں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ فضل کرے۔

ایک نومبائع خاتون نے اپنا خواب بیان کیا جو اُس نے ایک سال قبل دیکھا تھا کہ دنیا کے حالات جنگ والے ہیں ایک طرف اندھیرا اور ایک طرف روشنی ہے۔ جب وہ اندھیرے میں چلتی ہیں تو دور سے انہیں روشنی کی کرن نظر آتی ہے۔ اُس روشنی سے ایک طرف انہیں ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ ایک احمدی خاتون نورسحر ان کو بلا رہی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: نورسحر مطلب ہے صبح کی روشنی۔

ایک خاتون Melanie صاحبہ نے عرض کیا کہ میں نے اس سال اپریل میں بیعت کی تھی۔ میں بھی اسلامی نام کی درخواست کرتی ہوں۔ حضور انور نے ان کا نام 'مریم' تجویز فرمایا۔

ترکی سے آنے والی ایک خاتون نے عرض کیا کہ مجھے پردہ کرنے میں مشکلات ہیں کیونکہ میری فیملی اس کو پسند نہیں کرتی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ کا خاندان مسلمان نہیں ہے؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ وہ بہت Modern ہیں اور میرے فیصلہ سے خوش نہیں ہیں۔ موصوفہ نے عرض کیا کہ وہ بہت غمزدہ ہیں۔ نیز اپنا اسلامی نام رکھنے کی درخواست کی۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کا کیا نام ہے۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ قیصرہ نام ہے اور اس کا مطلب مضبوط عورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ تو پہلے ہی مضبوط ہیں۔ آپ کیوں نام تبدیل کرنا چاہتی ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت 'حِنا' نام تجویز فرمایا۔

ایک نومبائع بہن نے السلام علیکم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے اپنے بھائی کے لئے دعا کی درخواست کی کہ وہ بھی اسلام قبول کر لے۔ اُن کی فیملی ان سے بہت خوش ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ اُن سے بہتر ہیں۔ اسلامی نام رکھنے کی درخواست پر حضور انور نے ازراہ شفقت 'نادیہ' نام تجویز فرمایا۔

ایک نومبائع بہن نے حضور انور کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا اور کہا کہ میرا تعلق تُرکی سے ہے اور میں نے بہت مشکلات برداشت کی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ حضور انور نَو احمدی لڑکیوں کے لئے کوئی پیغام دیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: دعائیں کریں۔ اللہ کی عبادت کریں، اُس کے احکامات پر عمل کریں۔ بندوں

کے حقوق ادا کریں اور دوسرں کی عزّت کریں یہی ایک راستہ ہے۔

اس نومبایع خاتون نے مزید عرض کیا کہ وہ ابھی کام کے دوران باہر جاتے ہوئے بھی کوٹ اور سکارف نہیں لیتیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آہستہ آہستہ شروع کریں، پہلے چھوٹا سکارف لیں۔

آخر پر ایک نومبائع بہن نے حضورانور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ ایک سال کے عرصہ سے احمدی ہیں اور دو تین ماہ بعد کونسل میں ان کا نکاح ہے۔ موصوفہ نے اپنے لئے اور والد صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

حضورانور نے ازراہ شفقت چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

نومبائعات کی حضورانور سے ملاقات کا یہ پروگرام سات بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔

نومبائعین سے ملاقات

بعدازاں سات بجکر 45 منٹ پر نومبائع حضرات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔

ان نو مبائعین کی تعداد 25 کے قریب تھی جن میں جرمنی، عرب اور ترکی سے تعلق رکھنے والے نو مبائع شامل تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری سب نو مبائعین سے تعارف حاصل کیا۔ ان میں سے بعضوں نے کہا کہ انہوں نے آج بیعت کی ہے۔

ایک پاکستانی نوجوان نے عرض کیا کہ وہ جرمنی میں کافی عرصہ سے مقیم ہیں۔ انہوں نے بھی بیعت کی ہے۔ اس پر حضورانور نے فرمایا پاکستان میں آپ کو مار پڑے گی۔ اس پر موصوف نے کہا کہ وہ تیار ہیں۔ پاکستان میں ہماری آدھی فیملی احمدی ہے۔

شام سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے عرض کیا کہ چھ سال قبل بیعت کی تھی اور اب پہلی بار حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر رہا ہوں۔

ایک نومبائع دوست نے عرض کیا کہ حضورانور اپنا دن کس طرح گزارتے ہیں۔ اس پر حضورانور نے فرمایا اسی طرح جیسا آپ نے آج دیکھا ہے۔ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ میرا سارا ہفتہ ایسا ہی گزرتا ہے۔ کوئی ویک اینڈ نہیں ہے، کوئی رخصت نہیں ہے۔ اسی طرح روز مصروفیت ہوتی ہے۔

ایک جرمن نومبائع نے کہا کہ اُس نے احمدیت قبول کرنے سے قبل باقاعدہ ریسرچ کی، احمدیت کا مطالعہ کیا۔ ویب سائٹ پر جا کر ریسرچ کی اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ جماعت احمدیہ ایک سچی جماعت ہے اور صحیح رستے پر ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے جون میں بیعت کرلی۔

صومالیہ سے تعلق رکھنے والے ایک نو مبائع نے بتایا کہ انہوں نے گزشتہ سال بیعت کی تھی۔ موصوف نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

ایک بچے نے عرض کیا کہ 13 سال کا ہوں اور جرمنی میں رہتا ہوں اور احمدی ہوں۔

ایک صاحب جنہوں نے ابھی بیعت نہیں کی تھی کہنے لگے کہ میں یکم اپریل سے احمدیہ کمیونٹی کا دوست ہوں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: یہ کافی ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے کل بیعت کی ہے۔ اس پر حضورانور نے فرمایا: تو آج آپ کی بیعت کنفرم ہوگئی ہے۔

سری لنکا سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں نے جولائی میں بیعت کی تھی اور آج بیعت کی تقریب میں بھی شامل ہو کر دستی بیعت کی ہے۔

ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میرے والد صاحب نے 2007ء میں بیعت کی تھی اور میں نے سال 2017ء میں کی ہے۔ اب میری عمر 17 سال ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: جب آپ کے والد صاحب نے بیعت کی تھی تو اُس وقت آپ کی عمر 6 سال تھی۔

ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میرا کیس پاس ہو چکا ہے۔ دعا کریں کہ میرے والدین سیریا سے یہاں آجائیں۔ میری ایک بہن کی عمر 16 سال سے زیادہ ہے اس کو ویزا ملنا مشکل ہے۔ پیچھے اس کا وہاں رہنے کا مسئلہ ہے۔ اس پر حضورانور نے فرمایا: آجائیں اور اپنی بہن کے لئے اپیل کر کے دیکھیں۔

نومبائعین کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ ملاقات آٹھ بجے ختم ہوئی۔ آخر پر تمام نومبائعین نے باری باری حضورِانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق یہاں Karlsruhe سے فرانکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ حضورانور نے دعا کروائی اور قافلہ سوا آٹھ بجے یہاں سے ''بیت السبوح'' فرانکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔ جب حضورانور کی گاڑی جلسہ گاہ کے احاطہ سے باہر نکل رہی تھی تو راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہزار ہا لوگ مرد خواتین اور بچوں، بچیوں نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔ احباب جماعت مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔ بچیاں گروپس کی صورت میں الوداعی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ قریبًا دو گھنٹے کے سفر کے بعد دس بجکر دس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے ساڑھے دس بجے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بیعت کے حوالہ سے نومبائعین کے تأثرات

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 42 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ان بیعت کرنے والوں کا تعلق سترہ (17) مختلف اقوام سے تھا۔ بیعت کی سعادت پانے والے احباب کی خوشی نا قابل بیان تھی۔ بعض احباب نے بیعت کے بعد اپنے تأثرات اور جذبات کا اظہار کیا جو درج ذیل ہے۔

☆ ملک لتھوانیا (Lithuania) سے ایک نوجوان طالبعلم Mr. Jakubas Cepaitis (یعقوبس چیپائیتیس) نے کہا کہ جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے مجھے لگ رہا ہے کہ میں اس جماعت کا حصّہ ہوں۔ **مجھے اب زندگی کا مقصد سمجھ آیا ہے۔ مجھے حضور سے مل کر بہت خوشی ہوئی میں حضور کی شخصیت سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ حضور نہایت ہی شفیق اور محبت کرنے والے ہیں۔** حضور سے بات کر کے مجھے محسوس ہوا کہ دل کی گہرائیوں سے وہ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ اسلام کی حقیقت کو میں نے پالیا ہے اور میں آج بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ میں اکثر اوقات شکوک میں مبتلا رہتا تھا لیکن اب اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کر کے باقی زندگی گزارنے کی کوشش کروں گا۔

☆ ایک سیرین نوجوان علی جاسم بیان کرتے ہیں:

الحمدللہ، ایک سچی جماعت اور سچے لوگوں کا جلسہ، جو ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور مہمانوں سے بھی محبت کرنے والے اور ایک روحانیت سے بھرپور اجتماع میں نے دیکھا۔ جب میں یہاں آیا تو لوگوں کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر مجھے سرپرائز لگا اور **جب میں نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو دیکھا تو میں نے اپنے اندر ایک عجیب و غریب تبدیلی محسوس کی** جس نے میرے دل کو محبت سے بھر دیا اور میں نے خلیفہ کے چہرہ پر نور دیکھا۔ میں حق کی تلاش میں تھا، جو الحمدللہ مجھے یہاں مل گیا اور میں نے سچائی اور نور کے راستے کو پالیا اور میں نے پورے انشراح صدر سے بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

ملک البانیہ سے آنے والے ایک دوست مونگلن برک صاحب کہتے ہیں:

میں احمدیت کا شدید مخالف تھا۔ میرا بھائی اور میرا دوست احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ میں ہر ممکن کوشش کرتا تھا کہ میرے بھائی کو احمدیت سے نفرت ہوجائے۔ بالآخر ہمارے درمیان یہ طے ہوا کہ دونوں دعا کرتے ہیں۔ جو سچا ہوگا وہ جیت جائے گا۔ مسلسل دعا کے بعد میرا دل چاہنے لگا کہ پہلے اپنی آنکھوں سے جا کر جلسہ سالانہ اور خلیفہ وقت کو دیکھوں تا کہ جو بھی فیصلہ کروں وہ ناقص علم کی بنیاد پر نہ ہو۔ چنانچہ گزشتہ سال میں جلسہ میں شامل ہوا تو دل میں کچھ اطمینان ہوا مگر بے چینی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کن وقت آگیا اور **مجھے حضور کا چہرہ دکھائی دیا تو ساری دشمنی، بغض، نفرت اور سارے شکوک دل سے نکل گئے۔** حضور کا مبارک چہرہ میرے دل پر نقش ہو گیا۔ اب میرے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ جلسہ سے واپس آ کر میں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ اب اس دفعہ میں آیا ہوں اور حضور کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی ہے۔

اس دوران مجھے ایک اور مشکل درپیش تھی کہ میری منگیتر احمدی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ چنانچہ کوشش کر کے اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ میری منگیتر نے حضورانور کا جب لجنہ میں خطاب سنا تو اُسی وقت احمدی ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ میری منگیتر نے کہا **جس جماعت کے پاس اس قدر شفیق، ہمدرد اور محبت کرنے والا خلیفہ ہو، اسے اس ایک وجود سے ہی ساری برکتیں مل گئیں۔** جو باقی مسلمانوں کے پاس نہیں ہیں۔ اب ہم جلد ہی بطور احمدی شادی کریں گے۔

☆ ایک سیرین دوست فواد نزال صاحب بیان کرتے ہیں:

جلسہ پر آنے سے پہلے ایک احمدی دوست کے ذریعہ مجھے جماعت کا تعارف ہو چکا تھا۔ جماعتی عقائد کو سمجھنے کے لئے میں نے چند کتب کا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اور اب جب میں اپنے احمدی دوست کے ساتھ جلسہ سالانہ پر شرکت کے لئے آیا تو میں نے بالکل مختلف اور نہایت دلکش ماحول پایا۔ مختلف قوموں اور مختلف زبانوں کے باوجود لوگ آپس میں محبت، اخوّت اور ایک دوسرے سے احترام سے پیش آرہے تھے گویا کہ وہ ایک ہی قوم ہیں۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی اشاعت کا عملی نمونہ ہے۔ اس طرح کے اخلاق میں نے کبھی بھی کسی اجتماع پر نہیں دیکھے۔ میرے دل پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔

میں پہلے خلیفہ وقت کے خطابات اور خطبات MTA پر دیکھا کرتا تھا لیکن جب مجھے بالمشافہ حضور کا دیدار نصیب ہوا تو میرے دل میں آپ کے لئے محبت پہلے سے بھی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ حضور کی قوّت قدسیہ کی تاثیر اور چہرے کی نورانیت عیاں تھی۔ میں ہفتہ کی ساری رات یہ دعا کرتا رہا کہ اے اللہ! اگر یہ جماعت سچی ہے تو مجھے اس جلسے میں بیعت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرتے ہوئے مجھے اطمینان قلب عطا فرمایا اور میں بیعت کر کے اس جماعت کا حصّہ بن گیا ہوں جو کہ واقعی سچی اور اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتی ہے۔ اور مجھے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے پر کسی قسم کا رنج و ملال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے حق پر قائم رہنے کی توفیق دے اور ثبات قدم عطا فرمائے۔

.....................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

حالات تھے۔ سہولتیں بھی موجود نہیں تھیں لیکن انتہائی لگن اور محنت سے انہوں نے کام کیا۔ اپنے کام میں اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی۔ مریضوں کے ساتھ بہت مروّت اور محبت کا سلوک تھا اور ان کے مریض ان کو آج بھی یاد رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ نظمیں کہنے کا مقابلہ تھا اور ایک مصرعہ دیا گیا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ کافی عاجز تھیں تو انہوں نے اس کے آخر میں نام پتہ کی جگہ پر لکھا : ''خدمتِ خلق، لکھنا لکھانا، خانہ داری، دعائے خاتمہ بالخیر''۔

یہ صرف الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ بے نفس خاتون تھیں اور انہوں نے بڑی بے نفس خدمت کی ہے۔ اپنی زندگی کا خلاصہ انہوں نے بیان کیا اور یقیناً یہ خدمتِ خلق کرنے والی تھیں اور گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانے والی تھیں۔ آخرت پر نظر رکھنے والی تھیں۔ بڑی نافع الناس وجود تھیں اور ان کا خاتمہ بھی مَیں سمجھتا ہوں خاتمہ بالخیر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق جب لوگ کسی کی تعریف کریں تو جنت اُس پر واجب ہوجاتی ہے اور یہ اُنہی لوگوں میں سے ایک تھیں۔

...❁...❁...❁...

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11/اکتوبر 2012ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ 6/اکتوبر 2012ء کو بعمر 65 سال کسی غلط دوائی کے استعمال کے نتیجہ میں حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔ آپ موصی تھے۔

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب کے آباؤاجداد آزاد کشمیر سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ آپ 4/اپریل 1947ء کو عالم گڑھ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ مڈل کرنے کے بعد ربوہ آگئے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا، 1971ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کر کے اسی سال میں مولوی فاضل اور میٹرک کے امتحانات پاس کئے۔ چند سال پاکستان کے مختلف علاقوں میں بطور مربی خدمات سرانجام دیں اور پھر 1975ء تا 1989ء غانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران 1979ء سے 1989 تک پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج رہے۔ 1989ء میں یہ پاکستان آگئے اور مختلف جگہوں پر مربی رہے۔ پھر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت تربیتِ نَومبائعین میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اصلاحی کمیٹی کے بڑے کامیاب ممبر رہے۔ اِن کا سمجھانے کا انداز بڑا خوبصورت تھا۔ 2002ء سے تا وقت وفات نظارت اصلاح و ارشاد (نَومبائعین) اور اصلاحی کمیٹی میں خدمات بجالاتے رہے۔

مکرم عبدالرزاق صاحب اعلیٰ صفات کے مالک، بڑے خوش مزاج، ملنسار، ہنس مکھ، مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد، ہردلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ والہانہ محبت اور عشق کا تعلق تھا۔ خاص طور پر غانا میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کو بہت یاد کرتے تھے۔ مرحوم کی طبیعت میں بہت خودداری، قناعت اور کفایت شعاری پائی جاتی تھی۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ بہت محبت اور شفقت کرنے والے اور ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھتے تھے۔ مسجد میں جاکر پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کرتے، تہجد گزار اور بہت دعا گو تھے۔

مرحوم کی شادی 14/دسمبر 1973ء کو محترم مولانا محمد منور صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی اکلوتی بیٹی محترمہ امۃالنور طاہرہ صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کی اولاد میں 3 بیٹے اور 5 بیٹیاں شامل ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 12/اکتوبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکر فرمایا اور بعدازاں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

حضورانور نے فرمایا کہ مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب کے والد غلام محمد کشمیری گجرات کے رہنے والے تھے اور بچپن سے ہی نماز کے بڑے عادی تھے اور اس وجہ سے اپنے علاقہ میں مولوی کہلاتے تھے۔ 1930ء میں انہوں نے بیعت کی تو ان کی اہلیہ ان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اُس وقت اُن کی ایک غیراحمدی سہیلی نے اُن سے پوچھا کہ کیا اُس نے احمدی ہوکر نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں؟ تو ان کی بیوی نے (یعنی رزاق بٹ صاحب کی والدہ نے) اُسے کہا کہ نہیں، نمازیں تو پہلے سے زیادہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔ تو اس سہیلی نے کہا کہ پھر وہ کافر کس طرح ہوگیا۔ تو بہرحال پھر وہ واپس آگئیں، نیک فطرت تھیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ عبدالرزاق صاحب کا کام تو فیلڈ میں مَیں نے دیکھا ہے۔ گھانا میں مَیں اُن کے ساتھ رہا ہوں۔ جس بےنفسی سے انہوں نے کام کیا ہے بہت کم مبلغین اس طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا بیوی بچوں سے بڑا دوستانہ تعلق تھا۔ ہر جمعہ کو سب بیٹیوں کو دعوت پر بلایا کرتے تھے اور پھر سب کے ساتھ بیٹھ کے ٹی وی پر جمعہ کا خطبہ سنتے تھے۔ اپنی والدہ کی انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ اپنے کامیاب وقف کا کریڈٹ بھی ہمیشہ اپنی والدہ کو دیتے تھے۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو نمازوں اور دعاؤں کی تلقین کرتے رہتے۔ جو نمازیں پڑھنے والے بچے تھے، اُن سے زیادہ پیار اور محبت کا سلوک اور خوشی کا اظہار کرتے۔ ان کی پانچ چھ بچیاں تھیں۔ جب ان بچیوں کے رشتے آئے تو کوئی پوچھتا کہ کون لوگ ہیں، تو ان کو ہمیشہ انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ لڑکا نمازیں پڑھتا ہے اور چندے دیتا ہے تو اَور کیا چاہئے اور اگر میری بچی کے نصیب ہیں تو خالی گھر بھی بھر دے گی اور اگر نصیب میں نہ ہوا تو پھر بہت ساری لڑکیاں ایسی ہیں جو بھرے ہوئے گھر بھی خالی کر دیتی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ان کو خلافت سے بڑی گہری محبت تھی۔ ان کے بیٹے کو کسی وجہ سے تعزیر ہوگئی تو جب تک اُس کی معافی نہیں ہوئی اُس سے بات نہیں کی اور کہتے تھے کہ جس سے خلیفۂ وقت ناراض ہے تو مَیں اُسے کس طرح گوارا کرلوں۔ یہاں بھی 2009ء میں آئے ہیں تو ان کے بیٹے کو سزا تھی لیکن مجھ سے کبھی اشارۃً بھی بات نہیں کی کہ اُس کو معاف کر دیں یا کیا صحیح ہے یا غلط ہے۔ بس یہی کہا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اُس کو عقل دے۔ ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت کے پابند رہے اور بچوں کو اسی کی تلقین کرتے رہے۔ بیماری کی حالت میں بھی عموماً چھٹی نہیں لیا کرتے تھے۔ اگر کوئی چھٹی کا کہتا تو کہتے جب دفتر جاؤں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ اگر بچے کبھی مطالبہ کرتے کہ چھٹیاں ہیں، سیر پر لے جائیں تو کہتے تھے میری تو ساری زندگی جماعت کے لئے وقف ہے۔ اور یہ فقرہ یقیناً اُن کا سطحی فقرہ نہیں تھا۔ انہوں نے ہر لحہ جماعت کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا تھا اور اس کو انہوں نے کر کے بھی دکھایا۔

افریقہ میں مَیں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ اُس وقت بڑے تنگ حالات ہوتے تھے۔ لیکن بڑی خوشی سے انہوں نے وہاں اپنے دن گزارے ہیں۔ بیمار بہت زیادہ ہوتے رہے۔ ملیریا ہو جاتا تھا۔ ہسپتالوں میں داخل ہوتے رہے، لیکن جب بھی ٹھیک ہوتے فوراً اپنا کام شروع کر دیتے اور وہاں بھی محبت اور پیار کی وجہ سے لوگ ان کے بہت قائل تھے۔ میں جب وہاں گیا ہوں تو یہ پہلے سے وہاں مشنری تھے۔ انہوں نے بہت کچھ وہاں کے حالات کے بارہ میں اور بہت ساری چیزوں کے بارے میں مجھے بتایا، سمجھایا۔ اس طرح میری کافی رہنمائی کرتے رہے۔

...❀...❀...❀...

مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13/اکتوبر 2012ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ 6/اکتوبر 2012ء کو کینیڈا میں 75 برس کی عمر میں برین ہیمرج سے وفات پاگئیں۔ حضورانور ایدہ اللہ نے 12/اکتوبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں مرحومہ کا ذکرخیر فرمایا اور بعدازاں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

حضورانور نے فرمایا کہ مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ نے 1964ء میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور سے MBBS کیا۔ ہاؤس جاب کرنے کے بعد ترقی کے کافی مواقع تھے مگر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گائنی کے شعبہ میں ڈاکٹر کی ضرورت تھی، اس لئے وہاں چلی گئیں اور 1965ء سے فضل عمر ہسپتال جوائن کرلیا۔ 1964ء میں ایچی سن ہسپتال لاہور میں ہاؤس جاب کر رہی تھیں کہ اس دوران انگلینڈ میں جاب کے لئے درخواست دی جس پر ان کو ایمپلائمنٹ واچر مل گیا۔ ٹکٹ کا انتظام بھی ہوگیا۔ انگلینڈ جانے کی تیاریاں مکمل تھیں کہ الفضل میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں لیڈی ڈاکٹر کی اسامی کا اشتہار دیکھا۔ ساتھ ہی حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کا پیغام بھی تھا کہ اگر کوئی احمدی لیڈی ڈاکٹر نہیں آتی تو کسی عیسائی ڈاکٹر کا انتظام کرلیں۔ اس پر انہوں نے لندن جانے کا پروگرام کینسل کیا۔ باوجود اس کے کہ گھر میں سفید پوشی اور دس بہن بھائی تھے۔ والد سیکشن افسر تھے لیکن بہرحال مالی تنگی تھی اور والد نے بھی اُدھار لے کر ان کو ایم بی بی ایس کروایا تھا۔ ان حالات کے باوجود اُسی دن لاہور سے ربوہ آنے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اپنے ہسپتال میں جا کر اپنی MS سے اجازت طلب کی تو اُس نے پوچھا کہ تمہیں وہاں تنخواہ کیا ملے گی؟ اِنہوں نے بتایا کہ شاید 230 روپے ماہانہ الاؤنس ملے گا تو اُس نے کہا مَیں تمہیں ساڑھے پانچ سو روپے دلواتی ہوں، تمہارا مستقبل بھی اس جاب سے وابستہ ہے۔ مگر انہوں نے یہ آفر منظور نہ کی اور کہا کہ میں پیسوں کی خاطر تو نہیں جا رہی، میرے پاس تو انگلینڈ کا ایمپلائمنٹ واچر بھی موجود ہے، ٹکٹ کا انتظام بھی ہے اور وہاں داخلہ بھی ہو چکا ہے۔ مگر میں یہ سب کچھ چھوڑ کر ربوہ جارہی ہوں۔ اس پر MS نے جواب دیا کہ آپ بہت عظیم عورت ہیں، اپنی جماعت کی خاطر اپنا مستقبل داؤ پر لگا دیا ہے۔ اُس نے اِن کو اپنی بہترین ہاؤس جاب اسسٹنٹ کا سرٹیفکیٹ دیا اور یوں وہ ربوہ آگئیں اور 1984ء تک فضل عمر ہسپتال میں بطور لیڈی ڈاکٹر خدمت کی توفیق پائی۔

ربوہ میں اُس زمانے میں لیڈی ڈاکٹر کوئی نہیں تھی بلکہ اردگرد کے علاقوں میں بھی کوئی نہیں تھی۔ سردی ہو یا گرمی، رات کو بھی دو یا تین بجے، کسی بھی وقت کوئی مریض آتا تو فوراً بستر چھوڑ کر مریض دیکھنے چلی جاتیں۔ ان کے بارہ میں بیان ہوتا ہے کہ ولیمہ والے دن دلہن بن کے بیٹھی تھیں کہ ہسپتال سے ایمرجینسی کی کال آگئی تو اپنے اُسی لباس میں وہاں سے اُٹھیں اور ہسپتال چلی گئیں اور مہمانوں نے ان کے بغیر ہی بعد میں کھانا کھالیا۔ بہرحال انہوں نے وقف کی روح کے ساتھ اپنے خدمت کے عہد کو نبھایا۔

غریبوں کی بڑی مدد کیا کرتی تھیں۔ ان کا مفت علاج کر دیا کرتی تھیں۔ وہاں علاقہ میں رواج ہے، لوگ جھوٹ بول کے اپنی مشکل بیان کر دیتے ہیں تو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹی سچی ہو، تحقیق کروں گی۔ جو کسی نے کہا اعتبار کرلیا اور مفت علاج بھی کیا اور ساتھ دوائیاں بھی دے دیں۔ ان کے میاں کہتے ہیں کہ کئی دفعہ اس طرح ہوا کہ وہ رات ہسپتال میں گزارتی تھیں۔ صبح میاں کام پر جارہے ہوتے تھے اور وہ ہسپتال سے واپس آرہی ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے ایک دفعہ مجلس شوریٰ میں ان کے پردہ کی بھی مثال دی تھی کہ کسی نے پردہ میں رہ کر کام کرنا سیکھنا ہے تو ڈاکٹر فہمیدہ سے سیکھیں۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے بھی ان کے متعلق فرمایا کہ بڑی قربانی کرنے والی عورت ہیں اور بہت کم لوگوں کو ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جب انہوں نے 1964ء میں ہسپتال جائن (join) کیا تو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کو ملنے گئیں تو حضورؓ نے فوراً الحمدللہ کہا اور ان کو بڑی دعائیں دیں۔

ایک دفعہ انہوں نے حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں تو انہوں نے فرمایا: میرے مریض دیکھو۔ مَیں تمہارے لئے بہت دعائیں کروں گا، آپ کا اعتکاف یہی ہے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کو ان کی شاعری بہت پسند تھی۔ بڑی اچھی شاعرہ تھیں۔ بےساختگی بھی تھی اور پختگی بھی تھی، دلی جذبات بھی تھے۔ سات شعری مجموعے ان کے چھپ چکے ہیں۔ خلیفۃالمسیح الرابعؒ جب ہجرت کے بعد یہاں آئے ہیں تو انہوں نے اپنی نظم بھیجی جس کا ایک شعر تھا کہ

گھر پہ تالا پڑا ہے مدّت سے
اُس سے کہہ دو کہ اپنے گھر آئے

تو حضور رحمہ اللہ نے اس شعر کو بڑا سراہا۔ فرمایا کہ ڈاکٹر فہمیدہ کا یہ بڑی بوڑھیوں کے سے انداز سے ڈانٹنا مجھے بڑا پسند آیا ہے۔

مرحومہ نے ہمیشہ اپنے بچوں کو، بہن بھائیوں کو نصیحت کی کہ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہو تو خلافت سے ایسے وابستہ ہوجاؤ کہ اپنی ہستی کو اس راہ میں مٹادو۔

ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کہتی ہیں کہ بہت تحمّل مزاج اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ اُس وقت نامساعد

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18/اکتوبر 2012ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’جوشِ جنوں‘‘ شاملِ اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ان کے کوچہ میں ہے جانے کا ارادہ میرا
آج دیکھیں گے سبھی لوگ تماشا میرا
عشق کی فیض رسانی کا عجب عالم ہے
قیدِ تنہائی میں ہوں ، شہر میں چرچا میرا
ملنے والی ہے مجھے حسن سے شاید خیرات
آج ہے جوشِ جنوں لرزاں ہے کاسہ میرا
پتھروں سے ہی نکل آئیں گے چشمے اِک دن
کوہ شکنی کے لئے وقف ہے تیشہ میرا
پھول کو پھول کہا اس میں برائی کیسی؟
پھول کو خار کہوں یہ نہیں شیوہ میرا
منبع نُور ہے شبّیر کی منزل یارو
کیا ہوا گر ذرا تاریک ہے رستہ میرا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

October 19, 2018 – October 25, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday October 19, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:25	An Audience With Huzoor
02:25	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
02:50	Spanish Service
03:25	Ashab-e-Ahmad
03:55	Tarjamatul Qur'an Class
05:00	Qur'an Sab Se Acha
05:30	Prophecies In The Bible
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Islamic Jurisprudence
07:40	Masjid Aqsa Rabwah
08:00	Husn-e-Biyan
08:40	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque
10:00	In His Own Words
10:35	Masjid Mubarak Qadian
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:50	Attractions Of Australia
14:30	Shotter Shondhane
15:30	Pakistan National Assembly 1974
16:25	Friday Sermon [R]
17:35	Noor-e-Mustafwi
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Islamic Jurisprudence [R]
19:15	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Friday Sermon [R]
22:50	Attractions Of Australia [R]
23:30	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)

Saturday October 20, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque
02:35	In His Own Words
03:10	Islamic Jurisprudence
03:45	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:10	Masjid Mubarak Rabwah
05:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat
06:15	Al-Tarteel
06:50	Khilafat
07:30	Open Forum
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2018.
10:10	In His Own Words
10:45	Dua-e-Mustaja'ab
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Braheen-e-Ahmadiyya
15:45	The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra)
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:35	Khilafat [R]
19:15	The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra) [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00	Huzoor's Address At Khuddam Ijtema UK 2008
20:45	Introduction To Waqf-e-Jadid
21:00	International Jama'at News
21:55	Braheen-e-Ahmadiyya
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Introduction To Waqf-e-Jadid [R]

Sunday October 21, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Address At Khuddam Ijtema UK 2008
02:15	The Life Of Hazrat Mirza Tahir Ahmad (ra) [R]
02:30	In His Own Words
03:05	Khilafat
03:45	Introduction To Waqf-e-Jadid
04:00	Friday Sermon
05:10	Braheen-e-Ahmadiyya
05:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on October 20, 2018.
08:30	Roots To Branches
09:00	Bustan-e-Waqfe Nau
10:05	In His Own Words
10:40	The Prophecy Of Khilafat
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2018.
14:05	Shotter Shondhane
15:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Khilafat
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Story Time
18:55	Islamic Jurisprudence
19:25	Jalsa Salana Speeches
20:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Khilafat [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:25	Roots To Branches

Monday October 22, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	Bustan-e-Waqfe Nau
02:30	In His Own Words
03:05	Khilafat
04:00	Friday Sermon
05:05	Khazain-ul-Mahdi
05:35	Roots To Branches
06:00	Tilawat
06:15	Al-Tarteel
06:45	Rencontre Avec Les Francophones
07:50	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:10	Jalsa Salana Speeches
08:55	Huzoor's Tour Of Spain 2013
09:50	In His Own Words
10:30	Swahili Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on May 11, 2018.
11:55	Tilawat [R]
12:05	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Huzoor's Tour Of Spain 2013 [R]
15:55	In His Own Words [R]
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
19:25	Jalsa Salana Speeches [R]
20:05	Huzoor's Tour Of Spain 2013 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:40	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:15	Masjid Mubarak Rabwah
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)

Tuesday October 23, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Al-Tarteel
01:35	Huzoor's Tour Of Spain 2013
02:30	In His Own Words
03:05	International Jama'at News
03:55	Rencontre Avec Les Francophones
04:55	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
05:20	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 147.
08:00	Story Time
08:25	Bustan-e-Waqfe Nau
09:45	In His Own Words
10:20	Attractions Of Australia
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:05	In His Own Words
16:45	Pakistan In Perspective
17:10	Islamic Jurisprudence
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:15	World News
18:35	Tilawat
18:50	Rah-e-Huda
20:30	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:30	In His Own Words [R]
22:10	Let's Find Out
22:50	Liqa Ma'al Arab [R]

Wednesday October 24, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	Bustan-e-Waqfe Nau
02:45	Pakistan In Perspective
03:20	Islamic Jurisprudence
03:55	Liqa Ma'al Arab
05:05	The Finality Of Prophethood
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel
07:05	Question And Answer Session
07:55	Qisas-ul-Ambiyaa
08:45	Masjid Mubarak Rabwah
09:00	Ansarullah Ijtema Belgium 2008
09:50	In His Own Words
10:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Ansarullah Ijtema Belgium 2008 [R]
15:55	In His Own Words [R]
16:30	Mosha'airah
17:15	Hamara Khoon Bhi Shamil Hai
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	French Service
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Ansarullah Ijtema Belgium 2008 [R]
20:40	Introduction To Waqf-e-Jadid
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Mosha'airah [R]
22:15	Masjid Mubarak Rabwah [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:20	The Significance Of Flags
23:35	Roohani Khazaa'in

Thursday October 25, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Ansarullah Ijtema Belgium 2008
02:10	Masjid Mubarak Rabwah
02:30	In His Own Words
03:00	Qisas-ul-Ambiyaa
03:50	Hamara Khoon Bhi Shamil Hai
04:00	Question And Answer Session
04:50	Mosha'airah
05:35	Roohani Khazaa'in
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Qur'an
07:00	Tarjamatul Qur'an Class
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
09:00	Huzoor's Reception In Beverly Hills
10:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih I (ra)
10:30	Qur'an Sab Se Acha
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	In His Own Words [R]
15:25	Persian Service
15:55	Friday Sermon [R]
16:55	Hamara Aaqa
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Qur'an Sab Se Acha
19:00	Open Forum
19:30	Ashab-e-Ahmad
20:00	Friday Sermon [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	MTA Travel
21:45	Hamara Aaqa [R]
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's (may Allah be his helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 19 October 2018 | Issue No. 42

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی ستمبر 2018ء

فلسطین اور جرمنی میں مقیم عرب اور البانین احمدیوں نیز افریقہ اور عرب ممالک سے آنے والے احمدی فیملیز اور وفود کی اپنے پیارے امام سے ملاقات۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی سے ایمان افروز اور روح پرور اختتامی خطاب

جلسہ میں شامل ہونے والے نومبائعین و نومبائعات نیز غیر احمدی مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

❁...میرا تعلق اہل سنت جماعت سے ہے۔ میں نے یہاں جلسہ پر آ کر بہت کچھ دیکھا اور سیکھا ہے۔ اصل اور حقیقی اسلام مجھے یہاں نظر آیا ہے۔ ❁...میں مسلمان نہیں ہوں لیکن جب میں خلیفہ کو دیکھتی ہوں تو میں...روحانیت کو محسوس کرسکتی ہوں۔ ❁...یہ میرے لئے ایک نئی بات تھی کہ اسلام چرچوں اور کلیسا کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے۔

❁...خواتین کو اسلامی معاشرہ مکمل آزادی دیتا ہے اور ہرگز ان کی ہتک کی اجازت نہیں دیتا۔

..............................(نومبائعین اور مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

8؍ستمبر 2018ء بروز ہفتہ

(حصہ دوم آخری)

... ...

آج شام پروگرام کے مطابق فلسطین اور جرمنی میں مقیم البانین احباب اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں اور وفود کی ملاقات کا پروگرام تھا۔

سات بجکر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

سب سے قبل فلسطین سے آنے والی فیملیز نے ملاقات کی سعادت پائی۔ فلسطین سے تین احمدی بہنیں سماح عبدالجلیل صاحبہ، اَمل عبدالجلیل صاحبہ اور سحر محمود صاحبہ اپنے بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

اَمل عبدالجلیل صاحبہ اور سحر محمود صاحبہ کو ان کے احمدی ہونے کے باعث ان کے خاوندوں کی طرف سے طلاق دے دی گئی۔ ان دونوں بہنوں کی 1/3 کی وصیّت بھی ہے۔ یہ گزشتہ سال بھی جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی تھیں۔

امسال ان بہنوں کے پاس سفر کے اخراجات کے لئے زیادہ رقم نہیں تھی تو انہوں نے کم خرچ پر اپنے بچوں کے ساتھ بڑا لمبا اور تکلیف دہ سفر اختیار کیا۔ محض اس لئے کہ خلیفۂ وقت سے ملاقات کی تڑپ تھی۔

یہ فلسطین کی رہنے والی ہیں۔ وہاں سے بس کے ذریعہ سفر کر کے عمّان (اردن) پہنچیں۔ پھر وہاں سے جہاز کا سفر کر کے ملک یونان آئیں۔ یونان سے پھر بس کا سفر اختیار کر کے سائپرس پہنچیں۔ پھر یہاں سے بذریعہ جہاز کوپن ہیگن (ڈنمارک) آئیں۔ اور پھر ڈنمارک سے بذریعہ جہاز برلن (Berlin) جرمنی پہنچیں۔ پھر برلن سے جہاز لے کر جرمنی کے ہی ایک دوسرے شہر سٹٹگارٹ (Stuttgart) پہنچیں۔ پھر یہاں سے بذریعہ کار مزید دو سے تین گھنٹے کا سفر طے کر کے فرنکفرٹ آئیں اور بیت السبوح پہنچیں اور پھر یہاں سے ڈیڑھ سے دو گھنٹے کے سفر کے بعد جلسہ گاہ Karlsruhe آئیں۔

انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم **مسلسل ڈیڑھ دن کے سفر کے بعد یہاں تک پہنچی ہیں۔ ہمیں بہت تھکاوٹ تھی لیکن حضور انور کو دیکھ کر اور حضور سے مل کر سب تھکاوٹ دُور ہوگئی ہے۔**

سماح صاحبہ نے سب کی طرف سے بولنا شروع کیا تو حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا کیا تم سب کی نمائندگی کرو گی۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ گزشتہ سال ہم میں سے ہر ایک نے بات کرنا چاہی تھی اور نتیجۃً ہم کچھ زیادہ عرض نہ کر سکے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جو باتیں پچھلے سال رہ گئی تھیں وہ بھی سب کرلیں۔

سماح صاحبہ نے عرض کیا کہ میں محمد علاونہ کی بیوی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ تو بہت مشہور ہیں۔ (ان میاں بیوی کو مُرتد قرار دے کر ان کو آپس میں علیحدہ کرنے کے لئے ان کے خلاف فلسطین کی کورٹ میں کیس کیا گیا ہے اور آجکل فلسطینی میڈیا میں اس کیس کا بہت چرچا ہے اور سوشل میڈیا پر ہزارہا لوگ اس سے باخبر ہیں۔)

دوسری بہن سحر نے عرض کیا کہ حضور اس کے کیس کے لئے بھی دعا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: ہاں مجھے علم ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ (سحر کو مرتد قرار دے کر اس کے خاوند نے اس کے خلاف عدالت میں طلاق کی صورت میں کیس کیا ہوا ہے تاکہ خاوند کو کسی قسم کے کوئی حقوق نہ دینے پڑیں۔ پہلے عدالت نے موصوفہ کو مسلمان قرار دیا تھا اب چند ہفتے قبل دوبارہ مرتد قرار دے دیا ہے۔)

تیسری بہن اَمل نے عرض کیا کہ میں اپنے بڑے بیٹے کو جو غیر احمدی ہے اس لئے ساتھ لائی ہوں کہ اس پر بھی احمدیت کی حقیقت آشکار ہو جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آخر پر تو سب پر حقیقت آشکار ہونی ہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نوجوان جاسم سے دریافت فرمایا کہ جلسہ کیسا لگا۔ اس پر موصوف نے کہا کہ جلسہ بہت اچھا تھا۔ کوئی چیز غیر اسلامی نہیں تھی لیکن میرے کئی سوال ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ایک سوال کرلوں۔

حضور انور نے فرمایا: کرلیں۔ اس پر موصوف نے سوال کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ”التبلیغ“ میں عربوں کو بڑے بڑے القاب دے کر مخاطب کیا ہے۔ انہیں اصفیاء، اتقیاء کہا ہے۔ لیکن عربوں نے آج تک آپ کو قبول نہیں کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عربوں میں بھی بہت اچھے لوگ ہیں۔ آپؑ نے انہیں دعوت دی اور فرمایا کہ ”جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار“۔ اب اگر وہ نہیں آئے تو یہ ان کی بدقسمتی ہے لیکن ان میں سے اچھے اور سعید فطرت لوگ آئے بھی ہیں اور چند میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپؑ نے کہیں پر یہ تو نہیں فرمایا کہ لوگ فوراً مان لیں گے۔ یہ فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو تین صدیوں کے بعد غلبہ کے آثار پیدا ہوئے تھے۔ میں مسیح محمدی ہوں۔ میرے بعد اس عرصہ سے پہلے ہی غلبہ کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔ تین سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

سماح نے عرض کیا کہ میرا یہ بچہ تنگ کرتا ہے۔ پڑھتا نہیں ہے اور وقفِ نَو میں ہے۔ اس کے لئے دعا کریں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اس پر سختی نہ کیا کریں۔ ٹھیک ہو جائے گا۔

ملاقات کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔

... ...

بعد ازاں ملک گیبون (Gabon) سے آنے والے وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

گیبون سے وہاں جماعت کے نیشنل سیکرٹری فنانس، Bouraima Chadouse (بورائمہ شادوس صاحب) اور ان کی اہلیہ اور بیٹا اور دو بہنیں وفد میں شامل تھیں۔

ملاقات کے دوران بورائمہ صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بینن میں اب بڑی جماعت ہے۔ حضور انور دعا کریں کہ اسی طرح ہمارے ملک گیبون میں بھی بڑی جماعت کا قیام عمل میں آئے اور گیبون میں بھی جماعت کو ترقیات عطا ہوں۔

ملک گیبون، بینن کا ہمسایہ ملک ہے اور جماعت کے انتظام کے لحاظ سے بینن کے سپرد ہے اور یہاں ابھی بہت چھوٹی جماعت ہے۔

موصوف نے اپنی بیٹی کے لئے بہتر رشتہ ملنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔

وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اور پھر گروپ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔

... ...

بعد ازاں پروگرام کے مطابق جرمنی میں مقیم البانین احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ امسال جرمنی بھر سے قریباً ساٹھ البانین افراد نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کی۔ آج یہ لوگ حضور انور سے ملاقات کی سعادت پا رہے تھے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آج ہمیں حضور انور سے ملاقات کا موقع مل رہا ہے۔ ہمارے سارے مرد و خواتین حضور کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

ایک زیرِ تبلیغ امام ڈاکٹر ہود حاجی زینیلائے (Dr. Hud Haji Zenelai) نے اپنے تأثرات کا اظہار

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں